ماہنامہ

نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

11 ربیع الاوّل 1442ھ | نومبر 2020ء

عزم وہمت اور صبر واستقامت کے
90 سال

نعت

دو عالم کے سردار محمد
مجھ کو بس درکار محمد

ہر مشرک ، کافر ، طاغی پر
صَمَدیّت کی تلوار محمد

وحدتِ ملّت اسوہ اُن کا
سِرّ مِّن اسرار محمد

ختم نبوت تاج ہے اُن کا
خادم ہیں احرار محمد

ختم نبوت کا جو منکر
اس پہ ہیں جبّار محمد

میرے دل پہ راج ہے اُن کا
دِل میرا دربارِ محمد

میں ہوں خاطی ، عاصی بُردہ
مجھ کو ہے اقرار محمد

حشر کی وحشت دُھوپ کڑی میں
آپ ہیں رحمت بارِ محمد

آپ کے پرچمِ حمد کا سایہ
پہنچائے گا پار ، محمد

* صلی اللہ علیہ وسلم *

مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ
(وفات: 12 نومبر 1999ء)

- خان صاحب گھبرانا نہیں
- مولانا ڈاکٹر عادل خان شہید رحمۃ اللہ علیہ
- مولانا ڈاکٹر عبدالحلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ
- ڈاکٹر عاطف میاں قادیانی کے لیکچر کی منسوخی

- نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی ایک مختصر جھلک
- من الظلمات الی النور
- مرزا قادیانی اور اس کے پیروکاروں کا نظریہ حدیث
- اخوت اسلامی کی ایک عمدہ مثال

سوہنے کی گلیوں میں

سید محمد ذوالکفل بخاری رحمۃ اللہ علیہ*

وہ جو ایک کالی کملی والا، سب سے سوہنا، سب سے سچا، دلبر دلبراں، سرورِ سروراں...... یہیں کہیں انہی زمینوں' انہی فضاؤں میں پلا بڑھا، چلا پھرا، سویا جاگا' ہنسا رویا، بولا...... اور' چپ بھی رہا...... تو پورے چھے عشروں پہ پھیلی اس کی ایک ایک کروٹ، ایک ایک ادا، ایک ایک پل کی یہ کہانی انہی زمینوں، انہی فضاؤں انہی ذروں میں سمائی ہوئی ہے۔ خدا کی قسم' ایک ایک ذرے میں! وہ چھے عشرے' دنیا کو کیا کیا نہ دے گئے؟...... تو پھر یہاں کیا کیا نہ ہونا چاہیے؟ آج ڈیڑھ ہزار سال بعد بھی (منہ سے کہہ دینا آسان ہے) وہ سب ''ذرّے'' ویسے کے ویسے ہیں۔ یہ ایسے ہی رہیں گے۔ چھے ہزار سال بعد بھی' نہیں...... چھے لاکھ، چھے کروڑ، چھے ارب سال بعد بھی...... جب تک ''اُس'' کو منظور ہے۔ وہ' جو ذرّے بناتا اور ان میں تابانیوں کے جہان سمو دیتا ہے۔ یہ تابانیاں...... ' یہ کہانیاں...... کون دیکھ سکتا ہے۔ کون سُن سکتا ہے؟ اگر کوئی ہے تو وہ آ کر دیکھے...... کوئی سُن سکتا ہے تو سنے۔ کہاں، کس وادی، کس ساحل، کس صحرا، کس قریے، کس چوٹی، کس چشمے، کس ویرانے کی بات کی جائے؟ وہ چاپ محفوظ ہے۔ وہ گونج موجود ہے۔ یہاں کون چلا پھرا، یہاں کون سویا جاگا، کس کی حِدیٰ تھی' کس کے رجز تھے، کس کی پکار تھی، کس کے قدم تھے...... وہ کیا ہوئے؟ ایک ایک ذرّہ گواہی دیتا ہے۔ سچے سوہنے کی' سرور دلبر کی۔ اُسی کی نہیں' اُس کے گواہوں کی گواہی۔ گواہی دینے والوں کی گواہی۔ اب ان سے بہتر...... نہیں نہیں' اُن جیسے لوگ بھی روئے ارض پر کبھی نہ ابھریں گے۔ پکی بات ہے۔ تاریخ کے مغالطوں کو، عقیدت کے مبالغوں کو اور عقیدوں کے ڈھکوسلوں کو جھٹلایا جا سکتا ہے۔ جھٹلایا جانا چاہیے۔ لیکن ان ذرّوں کی گواہی، ان فضاؤں کی گواہی...... ایسی محکم، ایسی قطعی، ایسی سچی گواہی کون جھٹلا سکا؟ کون جھٹلا سکے گا؟ سُنیے...... یہاں سانس لینا، یہاں قدم رکھنا، یہاں بولنا، ہنسنا اور رونا، چپکا بیٹھ رہنا، یا سونا، یا جاگنا...... کچھ بھی سہل نہیں' واللہ! سہل نہیں۔ کن ذرّوں پہ قدم دھرتے ہو؟ کن فضاؤں کو آلودہ کرتے ہو؟ کتنے تبسم، کتنے گریے، کتنے بول، کتنے لشکر جیتی جاگتی، دل میں اترتی خاموشی کے، پاک پوتر خون پسینے کی مہکاریں، کتنی سانسیں، کتنی نیندیں، تہ در تہ ترتیب کے ساتھ! اب تک ویسی رکھی ہیں۔ پاک زمین پہ، پاک فضا میں۔

وہ جو سوہنے کی گلیوں میں ننگے پاؤں پھرتے ہیں' سوچتا ہوں کیسے مزے میں ہیں۔ بس ایک دُھن، بس اک خیال میں مگن۔ شانت اور سرشار۔ یہ ''سرشاری'' مجھے بھی چاہیے لیکن اس راہ پر چلوں تو' چلنا تو کجا' جینا بھی ممکن نہ رہے۔ بس اک خیال کی اسیری' آدمی کو کہاں سے کہاں لے جاتی ہے؟ عمل...... راہِ دشوار۔ خیال...... راہِ فرار! اور یہ جو سوہنے کی قوم ہے نا؟ صحرانشین، بادیہ پیما...... یہ بھٹک سکتی ہے، بہک سکتی ہے، بھول سکتی ہے لیکن...... ''بھاگ'' نہیں سکتی۔ اس کا یہ کردار ہی نہیں۔ یہ بھاگنے والی ہوتی تو یہاں ذرّے ذرّے سے معجزے نمودار نہ ہوتے۔ میں ان ذرّوں کو دیکھتا ہوں، میں ان معجزوں کو سوچتا ہوں۔ آج بھی مجھے یقین ہے کہ ان بھٹکے ہوؤں کو، بہکے ہوؤں کو اور بھولے ہوؤں کو بس راستہ ملنے کی دیر ہے' معجزے پھر نمودار ہوں گے۔ راہِ دشوار کے اُس طرف۔ ''یہ بجا کہ آج اندھیرا ہے...... ذرا رُت بدلنے کی دیر ہے۔'' ہاں جب دشوار راہیں پھر سے آباد ہوں گی۔ راہیں موجود ہیں۔ وہی کی وہی۔ وہیں کی وہیں۔ ویسی کی ویسی' اور......

کہے دیتی ہے شوخی نقشِ پا کی
ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہے

(''روشنی، پھول، صبا''۔ سفرنامہ حجاز کا ایک ورق)

* وفات: 15 نومبر 2009ء

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

بیاد: سید الاحرار حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی: ابنِ امیرِ شریعت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جلد 31 شمارہ 11 نومبر 2020ء / ربیع الاول ۱۴۴۲ھ

Regd.M.NO.32

تشکیل

اداریہ:	خان صاحب گھبرانا نہیں	سید محمد کفیل بخاری	2
//	مولانا ڈاکٹر عادل خان شہید رحمۃ اللہ علیہ		
//	مولانا ڈاکٹر عبد الحلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ		
افکار:	ڈاکٹر عاطف میاں قادیانی کے لیکچر کی منسوخی	ڈاکٹر عمر فاروق احرار	5
دین و دانش:	نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی ایک مختصر جھلک	مولانا محمد نجیب قاسمی	8
//	حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا درگزر	مولانا الطاف حسین گوندل	10
//	نبی السیف صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت و بہادری	مولانا محمد الطاف معاویہ	12
//	سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ	حضرت علامہ محمد عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ	13
//	من الظلمات الی النور	ادارہ	15
//	اسلامی تاریخ میں صحابہ کرام کا مقام	مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی	16
ادب:	نعتِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	محمد عبد الحمید صدیقی نظر لکھنوی	19
//	سلام در بارگاہ خیر الانام علیہ الصلاۃ والسلام	محترم ماہر القادری مرحوم	20
//	نعت	حافظ لدھیانوی مرحوم	21
//	صُمٌّ بُکۡمٌ عُمۡیٌ فَھُمۡ لَا یَرۡجِعُوۡنَ	علامہ عبد الرشید نسیم طالوت	22
شخصیت:	مکرم مولوی عطاء اللہ احراری رحمہ اللہ	نور اللہ فارانی	23
//	حکیم اجمل خان کی فراست	مولانا منظور احمد آفاقی	25
مطالعۂ قادیانیت:	مرزا قادیانی اور اس کے پیروکاروں کا نظریۂ حدیث	مولانا عبید اللہ لطیف	27
تاریخ احرار:	تاریخ احرار	تالیف: مفکر احرار چودھری افضل حق رحمہ اللہ	46
روداد شعبہ تبلیغ:	اخوت اسلامی کی ایک عمدہ مثال	مفتی تنویر الحسن احرار	57
اخبار الاحرار:	مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں	ادارہ	61

فیضانِ نظر

حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ نگرانی

ابنِ امیرِ شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم

مدیر مسؤل

سید محمد کفیل بخاری

kafeel.bukhari@gmail.com

رفقائے فکر

عبد اللطیف خالد چیمہ • پروفیسر خالد شبیر احمد

مولانا محمد مغیرہ • ڈاکٹر عمر فاروق احرار

قاری محمد یوسف احرار • میاں محمد اویس

سید عطاء اللہ ثالث بخاری

سید عطاء المنان بخاری

atabukhari@gmail.com

محمد نعمان سنجرانی

سرکولیشن منیجر

محمد یوسف شاد

0300-7345095

زرِ تعاون سالانہ

اندرون ملک	-/300 روپے
بیرون ملک	-/5000 روپے
فی شمارہ	-/30 روپے

ترسیلِ زر بنام: ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت

بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر: 1-5278-100

بینک کوڈ 0278 یو بی ایل ایم ڈی اے چوک ملتان

رابطہ

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

061-4511961

www.ahrar.org.pk
www.alakhir.com
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com

شعبۂ تبلیغ تحفظِ ختمِ نبوت مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

سید محمد کفیل بخاری دل کی بات

خان صاحب گھبرانا نہیں

فنانشل ایکشن ٹاسک فورس (ایف اے ٹی ایف) کے صدر مارکس پلییئر نے تین روزہ کانفرنس کے اختتام پر 23 اکتوبر کو اپنی پریس کانفرنس میں اعلان کیا ہے کہ:

''پاکستان گرے لسٹ میں شامل رہے گا۔ ایران اور شمالی کوریا کو بلیک لسٹ میں رکھا گیا ہے۔ آئس لینڈ اور منگولیا کو گرے لسٹ سے نکال دیا گیا ہے۔ پاکستان نے 27 میں سے 21 نکات پر عمل کیا مثبت پیش رفت کی باوجود بائی 6 نکات پر بھی عمل کرنا ہوگا۔ پاکستان نے عمل درآمد کی یقین دہانی کرائی ہے۔ امتیازی سلوک نہیں کررہے۔ آئندہ اجلاس سے پہلے چیک کریں گے کہ نکات پر عمل ہورہا ہے یا نہیں۔ جن نکات پر عمل درآمد کرنا ہے وہ بہت اہم ہیں''۔ (نوائے وقت لاہور، 24 اکتوبر 2020ء)

ایف اے ٹی ایف 37 ارکان پر مشتمل ایک بین الاقوامی تنظیم ہے جس میں امریکہ، برطانیہ، چین، بھارت، ترکی، خلیج تعاون کونسل اور یورپی کمیشن شامل ہیں۔ تنظیم کی بنیادی ذمہ داریوں میں عالمی سطح پر منی لانڈرنگ اور دہشت گردی کی معاونت کو روکنا ہے۔ پاکستان کو گرے لسٹ سے نکلوانے کے لیے دو ماہ قبل پارلیمنٹ نے ایف اے ٹی بل پاس کیا جس کے تحت پاکستان کی دینی قوتوں کے گرد پابندیوں کا گھیرا تنگ کردیا گیا ہے۔ نئے قوانین کے تحت مدارس و مساجد کا قیام اور اُن کے لیے زمین وقف کرنے کا اختیار تقریباً ختم کرکے بہت مشکلات پیدا کردی گئی ہیں۔ ہمارے حکمرانوں نے عملاً یہ ثابت کردیا ہے کہ وہ ایف اے ٹی ایف کے سامنے بے بس و لاچار ہیں۔

طاقت ور تو وہی ہیں جو ہماری ''آزاد'' پارلیمنٹ سے اپنی مرضی کے قوانین بنوار ہے ہیں۔ کیا مدارس و مساجد منی لانڈرنگ اور دہشت گردی کی معاونت میں ملوث ہیں؟ دینی قوتوں کو بیرونی دباؤ پر پاکستان سے وفاداری کی سزا دی جارہی ہے۔

جسٹس فائز عیسیٰ کیس کا فیصلہ سپریم کورٹ نے سنادیا۔ اس فیصلے کے بعد صدر مملکت اور وزیر اعظم اپنے عہدوں پر رہنے کا جواز کھو بیٹھے ہیں۔ نیب کے بارے میں عدالتی ریمارکس سے اس ادارے کے متعلق مولانا فضل الرحمن اور پوری اپوزیشن کے مؤقف کی تائید ہوئی ہے۔

پی ڈی ایم کے کراچی جلسے کے بعد کیپٹن (ر) صفدر کی گرفتاری کے لیے جو بداخلاقی کی گئی وہ پوری قوم کے لیے لمحۂ فکر یہ ہے کہ بدتمیزی و بداخلاقی کا یہ آموختہ، ریاست کے کسی بھی شہری کے ساتھ کسی بھی وقت دہرایا جاسکتا ہے۔ آئی جی سندھ کا اغواء، کیپٹن صفدر کی گرفتاری، آئی جی سندھ، تین ایڈیشنل آئی جیز، 25 ڈی آئی جیز، 30 ایس

ایس پیز اور کئی ایس ایچ اوز کی احتجاجاً چھٹی کی درخواستیں، آرمی چیف کا نوٹس اور واقعے کی تحقیقات کا حکم، پاکستان کی تاریخ کا منفرد واقعہ ہے۔ ادھر پشاور میں پولیس افسر سے بدسلوکی کے حوالے سے سینٹ میں مولانا عطاء الرحمٰن کی زبانی جو تفصیلات سامنے آئی ہیں، نہایت غیر معمولی، فکر انگیز اور پریشان کن ہیں۔ ریاستی ادارے آمنے سامنے ہیں اور وزیر اعظم اس خوفناک صورت حال کو ''کامیڈی'' کہہ کر قہقہے لگا رہے ہیں، غیر سنجیدگی اور نالائقی کی انتہا ہے۔ موصوف اڑھائی سال سے قوم کو مشورہ دے رہے ہیں کہ ''گھبرانا نہیں''، لیکن خود شدید گھبرائے ہوئے ہیں۔

غیر منتخب مشیروں پر حکومت چل رہی ہے۔ کابینہ اجلاس میں وزرا ایک دوسرے کو ہدفِ تنقید بنا کر سب خرابیوں کا ملبہ بھی ایک دوسرے پر ڈال رہے ہیں۔ جہانگیر ترین کب کے جا چکے، زلفی بخاری فرار کے بعد خاموش اور شہزاد اکبر بھاگنے کا موقع تلاش کر رہے ہیں۔ ''بہت آگے گئے، باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں۔'' وطن عزیز پاکستان گندم میں خود کفیل تھا لیکن خان صاحب نے کسانوں کے لیے ایسی ''شاندار'' پالیسی بنائی کہ روس سے پاکستان کے لیے گندم امپورٹ کی گئی ہے۔ سرمایہ کار اور صنعت کار خاموش، جبکہ چھوٹا تاجر ہاتھ پہ ہاتھ رکھے خان صاحب کو ''دعائیں'' دے رہا ہے۔ دوائیاں اتنی مہنگی ہوگئی ہیں کہ غریب علاج سے محروم ہو گیا ہے۔ خان صاحب پھر کہے جا رہے ہیں کہ گھبرانا نہیں۔ لگتا ہے کہ عمران خان سے بھی ''کامیڈی'' ہونے والی ہے۔ بادشاہ گر اور حکومت ساز آخر کب تک اپنی غلط چوائس کا بھگتان کرتے رہیں گے۔ شاید وہ دن قریب ہے جب عمران خان کے کان میں کوئی آ کر کہہ دے گا:

''خان صاحب! گھبرانا نہیں''

مولانا ڈاکٹر عادل خان شہید رحمۃ اللہ علیہ

جامعہ فاروقیہ (حب کراچی) کے مہتمم مولانا ڈاکٹر محمد عادل خان 10 اکتوبر 2020ء کو کراچی میں شہید کر دیے گئے۔ اناللّٰہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا محمد عادل شہید رحمۃ اللہ سے میری پہلی اور آخری ملاقات جامعہ خیر المدارس ملتان میں مولانا محمد حنیف جالندھری کی ہاں ہوئی۔ وہ 24 ستمبر 2020ء کو ملتان میں منعقد ہونے والی ''عظمت صحابہ واہل بیت ریلی'' میں شرکت وخطاب کے لیے تشریف لائے ہوئے تھے۔ پہلی ہی ملاقات میں انہوں نے میرا دل موہ لیا تھا۔ ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ قدیم وجدید علوم پر گہری نظری رکھنے والے بیدار مغز عالم دین تھے۔ محرم الحرام میں اسلام آباد اور کراچی میں بعض بدبختوں نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم خصوصاً خلیفۂ بلافصل رسول سیدنا ابوبکر صدیق اور خلیفۂ راشد سیدنا معاویہ وسیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہم کی کھلے عام توہین وگستاخی کی تو ملک بھر میں مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر نے اس کے خلاف شدید احتجاج کیا۔ کراچی میں مولانا ڈاکٹر عادل خان شہید رحمہ اللہ نے اہل سنت کا سب سے بڑا اجتماع منعقد کر کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے اپنی اعتقادی وابستگی کا بھرپور اظہار کیا۔ یہی اجتماع ملک بھر میں اہل سنت کے اتحاد اور بیداری کا سبب بنا۔ ڈاکٹر صاحب شہید اتحاد امت کے داعی، امن پسند اور اعلیٰ اخلاقی قدروں کے امین تھے۔ دشمن نے تاک کر وار کیا اور ایک ایسی شخصیت سے ہمیں محروم کر دیا

جس کے وجود سے مسلمانوں کو بہت نفع پہنچ رہا تھا۔ ملتان کی عظمتِ صحابہ ریلی میں انہوں نے انگریزی زبان میں بہت جامع اور فکر انگیز خطاب کیا تھا۔ ڈاکٹر صاحب وقت کے پابند وقدر دان، خوش مزاج اور اعلیٰ اخلاق والے انسان تھے۔ برادر مکرم مولانا طلحہ رحمانی مدظلہ اُن کے رفیق سفر تھے۔ اُن کی روایت ہے کہ قیام ملتان کے دوران میرے متعلق فرمایا کہ ''بھائی! یہ شاہ صاحب کراچی آئیں تو ان سے ضرور ملاقات کرانا۔ ملتان کی ریلی میں میری مختصر ترین تقریر سنا کر بہت خوش ہوئے اور مجھے تھپکی دیتے ہوئے فرمایا۔ آپ نے مختصر وقت میں خوب باتیں کہہ دی ہیں۔'' آہ ڈاکٹر محمد عادل خان شہید اپنے پیش رو علماء، شہداء کے قافلے میں شامل ہوکر ہمیشہ کے لیے زندۂ وجاوید ہوگئے۔ اُن کے سفاک قاتل ابھی تک گرفتار نہیں ہوئے۔ اُن کا خون حکمرانوں کے سر ہے۔ اور انہیں اس کا حساب دینا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ، مولانا شہید کے درجات بلند فرما کر انہیں اعلیٰ علیین میں جگہ عطاء فرمائے (آمین)

مولانا ڈاکٹر عبدالحلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ

12 راکتوبر 2020ء کو ملک کی عظیم علمی و دینی شخصیت مولانا ڈاکٹر عبدالحلیم چشتی انتقال فرماگئے۔ اناللّٰہِ وانا الیہ راجعون۔ حضرت ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن اور جامعہ الرشید کراچی میں استاذ حدیث تھے۔ وہ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ علیہ کے تلمیذ رشید تھے۔ دو سال قبل ملتان تشریف لائے تو ابن امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم سے ملاقات کے لیے بھی تشریف لائے۔ ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ، حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری نوراللہ مرقدہ کے فیض یافتہ تھے اور حضرت شاہ جی بھی حضرت رائے پوری سے بیعت ہیں۔ دوران ملاقات وہ حضرت رائے پوری کی لاہور کی مجالس کا ذکر فرماتے رہے جس میں حضرت شاہ جی بھی حاضر رہتے تھے۔

حضرت ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ سے یہ پہلی اور آخری ملاقات تھی لیکن ان کے تبحر علمی اور تقویٰ و تدیّن کے پاکیزہ نقوش دل ودماغ پر مرتسم ہیں۔ ایک باوقار اور متاثر کرنے والی شخصیت، جن کی علمی ودینی اور تدریسی خدمات کو کبھی فراموش نہیں کیا جائے گا۔ انہوں نے جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں حدیث کے منتہی طلبہ کی ایک پوری جماعت کی تربیت کا حق ادا کیا، ہزاروں مسلمانوں کے قلوب کو علم دین کی روشنی سے منور کیا اور انہیں ہدایت کا راستہ دکھایا۔ اُن کا فیض جاری ہے اور مدتوں جاری رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اُن کے حسنات اور علمی ودینی خدمات قبول فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے (آمین)

ڈاکٹر عمر فاروق احرار

ڈاکٹر عاطف میاں قادیانی کے لیکچر کی منسوخی

اکنامکس کے شعبہ سے وابستہ ڈاکٹر عاطف میاں قادیانی کے آن لائن لیکچر کا اہتمام آئی بی اے یونیورسٹی کراچی نے کیا تھا جو 5/نومبر 2020ء کو دیا جانا تھا۔ الحمدللہ وہ بروقت اطلاع ملنے پر پُرزور احتجاج کے نتیجہ میں منسوخ ہوگیا ہے۔

عاطف میاں کا نام پہلی بار پاکستان کے حلقوں میں تب متعارف ہوا تھا۔ جب تحریک انصاف کے رہنما اور موجودہ وزیراعظم عمران خان نے ستمبر 2014ء میں اپنے دھرنے کے دوران اسلام آباد میں اپنی تقریر میں یہ اعلان کیا تھا کہ ’’ہم برسراقتدار آکر عاطف میاں جیسے معیشت دان کو ملک کا وزیرخزانہ بنائیں گے۔‘‘ عمران خان کے بیان کے اگلے روز قادیانیوں کی ویب سائٹ کے فیس بک کے پیج ’’ربوہ ڈاٹ نیٹ‘‘ نے عاطف میاں کی تصویر لگا کر لکھا تھا کہ ’’ایک احمدی عاطف میاں کو عمران خان نے اپنی حکومت کے دوران وزیرخزانہ بنانے کا اعلان کیا ہے جو ایک خوش آئند اقدام ہے۔‘‘ جس پر اللہ نے مجھے توفیق دی اور میں نے مجلس احرار اسلام کی جانب سے یہ پوسٹ بنا کر فیس بک پر وائرل کردی کہ ’’مجلس احرار عاطف میاں سمیت کسی بھی قادیانی کو کلیدی عہدہ پر تعینات کرنے کی شدید مزاحمت کرے گی۔‘‘ اس پوسٹ کو بلامبالغہ ہزاروں لوگوں نے سوشل میڈیا پر شیئر کیا۔ جس کے نتیجہ میں دوسرے دن 17/ستمبر 2014ء کو قادیانیوں نے اپنی ویب سائٹ ہی بند کردی۔ بعدازاں نجی ٹی وی سے ایک انٹرویو میں عمران خان کو بھی یہ اعتراف کرنا پڑا کہ ’’میں ختم نبوت پر یقین رکھتا ہوں اور مجھے عاطف میاں کے قادیانی ہونے کا علم نہ تھا۔‘‘

2018ء میں جب عمران خان نے عاطف میاں کو اقتصادی مشاورتی کمیٹی کا رُکن منتخب کرلیا تو اس پر تمام دینی حلقوں کی جانب سے شدید احتجاج ہوا۔ نواسۂ امیر شریعتؒ حضرت سید محمد کفیل بخاری مدظلہٗ نائب امیر مجلس احرار اسلام پاکستان نے ستمبر 2018ء میں وزیراعظم پاکستان عمران خان کے نام اپنے ایک کھلے خط میں لکھا کہ ’’قادیانی اپنے آپ کو غیرمسلم اقلیت تسلیم ہی نہیں کرتے، میاں عاطف پہلے اپنے آپ کو غیرمسلم اقلیت تسلیم کرے، آئین پاکستان کو تسلیم کرے اور آئین میں دیے گئے اقلیتوں کے حقوق حاصل کرلے۔ ہمیں پاکستان کے پہلے وزیرقانون جوگندر ناتھ، جسٹس بھگوان داس اور جسٹس کارنیلیس پر کوئی اعتراض نہیں رہا، کیونکہ انہوں نے اپنے آپ کو کبھی مسلمان نہیں کہا اور وہ پاکستان کے آئین کو تسلیم کرتے ہوئے اپنے مذہب اور مذہبی شناخت پر قائم رہے۔ ہمیں اعتراض ہے پہلے وزیرخارجہ موسیو سرظفر اللہ خان قادیانی پر جس نے غیرمسلم ہوتے ہوئے دھوکہ دہی اور جعلسازی کرتے ہوئے اپنے آپ کو

مسلمان کہا اور مسلمانوں والے حقوق حاصل کیے اور امریکہ سے مہنگی گندم خرید کر پاکستان کو مقروض کیا۔ قائد اعظم کی جماعت میں شامل ہو کر انگریزوں کے مفادات کا تحفظ کیا۔ پنجاب باونڈری کمیشن میں شامل ہو کر گورداس پور، قادیان، پٹھان کوٹ اور کشمیر کو پاکستان میں شامل نہ ہونے دیا اور انہیں بھارت کا حصہ بنا دیا۔'' عوامی مزاحمت کے پیش نظر حکومت کو اقتصادی مشاورتی کمیٹی سے عاطف میاں کے تقرر کا نوٹیفکیشن واپس لینا پڑا۔

چند روز قبل ہمارے عزیز بھائی زاہد صاحب نے اسلام آباد سے آئی بی اے یونیورسٹی کراچی (انسٹیٹیوٹ آف بزنس ایڈمنسٹریشن) کی ایک پوسٹ مجھے واٹس ایپ کی۔ جسے پڑھ کر دھچکہ لگا کہ مذکورہ یونیورسٹی عاطف میاں سے 5/نومبر 2020ء کو آن لائن لیکچر کرا رہی ہے۔ جس کا عنوان ''پاکستان معاشی ترقی میں کیوں پیچھے رہ گیا'' ہے۔ اُدھر عاطف میاں قادیانی کے لیے بھی متوقع لیکچر عید کے دن سے کم نہ تھا۔ عاطف میاں نے ٹویٹ کیا کہ ''میں بہت خوش ہوں کہ مجھے طلبا سے بات کرنے کا موقع مل رہا ہے۔'' یہ صورت حال جتنی اچانک پیدا ہوئی، اُتنی ہی تیزی سے مجھے بھی کام کرنا پڑا۔ فوراً مجلس احرار اسلام کی طرف سے پوسٹ تیار کر کے فیس بک پر وائرل کر دی کہ ''عاطف میاں قادیانی کا لیکچر منسوخ کیا جائے، کیونکہ اس لیکچر کے ذریعے طلبا کو مرعوب کر کے قادیانیت کی جانب مائل کیے جانے کا منصوبہ ہے۔'' اِسی دوران چند دوست انفرادی پوسٹیں بھی لگا چکے تھے، مگر یونیورسٹی کے کان پر جوں تک نہ رینگی، مگر جب مجلس احرار اسلام کی جانب سے جماعتی سطح پر یہ پوسٹ شیئر ہوئی اور اُس کے پڑھنے کے بعد لوگوں نے ملک بھر سے یونیورسٹی کو فون کیے تو صرف ایک ہی گھنٹہ بعد آئی بی اے یونیورسٹی نے صورت حال کو اپنے خلاف بدلتا دیکھ کر فیس بک کے پیج پر (22/اکتوبر کو) یہ اعلان کر دیا کہ ''عاطف میاں کا جو لیکچر 5/نومبر کو ہو رہا تھا، اُسے منسوخ کر دیا گیا ہے۔'' اس اعلان نے تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر سرگرم عمل مجاہدین کے حوصلوں کو مزید بلند کر دیا۔ یہ کامیابی محض اللہ کے فضل و کرم کا نتیجہ ہے، ورنہ ہم جیسے بے وسائل اور کمزور لوگ اس کامیابی کے قابل کہاں تھے۔ عاطف میاں نے اپنی ٹویٹ میں یونیورسٹی کے اس اعلان پر لکھا کہ ''یونیورسٹی نے کچھ انتہا پسندوں کی دھمکیوں کی وجہ سے یہ لیکچر منسوخ کر دیا ہے۔'' حالانکہ یونیورسٹی نے لیکچر کی منسوخی میں کسی دھمکی کا ذکر تک نہیں کیا۔

بعض لوگوں نے سوشل میڈیا پر یہ سوال بھی اٹھایا ہے کہ ''عاطف میاں نے معیشت پر لیکچر دینا تھا، نہ کہ اُنہوں نے قادیانیت کو پھیلانا تھا۔ پھر لیکچر پر اتنا ردِعمل کیوں ہے؟'' اس سے انکار نہیں کہ موضوع معیشت تھا، مگر اس کے مضمرات یہ تھے کہ ایک تو لیکچر دینے والا قادیانی تھا اور وہ اُس مذہب سے تعلق رکھتا ہے جو خود کو غیر مسلم ماننے کی آئینی شق کو تسلیم کرنے سے انکاری ہیں۔ ہمارے طلبا کی اکثریت اس کے مذہب سے ناواقف ہونے کے سبب اسے مسلمان معیشت دان سمجھ کر اُس سے متاثر ہوجاتی اور طلبا کی اس ناواقفیت کا فائدہ اٹھا کر ہی قادیانی اپنا وار کر جاتے ہیں۔ جیسا کہ ماضی میں سر ظفر اللہ خان قادیانی کے دورِ وزارتِ خارجہ میں اس کا مشاہدہ کیا جا چکا ہے۔ قادیانی اپنے منصب

ویوزیشن کا فائدہ اٹھا کر دوسروں کو مرعوب کرتے ہیں اور پھر لالچ وتحریص کے ہتھکنڈوں سے اُن کے ایمان پر بھی ہاتھ صاف کر جاتے ہیں۔ جس کی واضح مثال خود عاطف میاں ہے جو ایک پاکستانی مسلمان گھرانے کا فرد تھا، مگر امریکہ میں جا کر قادیانیوں کے نرغے میں آ گیا اور اب وہ اسے ہر جگہ کیش کرانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ قادیانیت کو عالم کفر کی مکمل سرپرستی حاصل ہے۔ عاطف میاں کو معیشت دانوں کی صف اول میں لانے میں بھی انہی بیرونی قوتوں کی خفیہ سرگرمیاں کارفرما ہیں۔ جنھوں نے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو نوبل پرائز دلایا تھا۔ عاطف میاں کے لیکچر کی منسوخی پر پاکستان میں کینیڈا کی ہائی کمشنر وینڈی گل مور نے بھی ٹوئٹر پر گہرے افسوس کا اظہار کیا جو اِس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ درحقیقت عالمی قوتیں قادیانیوں کو منفرد شہرت ومنصب بخش کر عالم اسلام پر اپنا کفریہ ایجنڈا نافذ کرنے کی تگ ودو میں مصروف ہیں۔ تاکہ ان کے ذریعے اپنے مذموم مقاصد کشید کیے جاسکیں۔ یہ لمحہ فکریہ ہے کہ مسلمان غیروں کی ان سازشوں کو سمجھیں اور ہر دم چاک وچوبند اور چوکس رہ کر دشمن کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملانے کی صلاحیت سے بہرہ ور ہوں۔ تاکہ تحفظ ختم نبوت کے مشن اور عالم اسلام کی سلامتی پر کوئی میلی نظر نہ ڈال سکے۔

☆......☆......☆

تحریک تحفظ ختم نبوت ——— ڈاکٹر محمد عمر فاروق

(1931ء ——— 1946ء) جلداوّل

● قیام پاکستان سے قبل برصغیر میں قادیانیت کے خلاف پہلی عوامی تحریک اور مجلس احرار اسلام کی تحفظ ختم نبوت کی جدوجہد کی مکمل تاریخ ● قادیان اور متحدہ ہندوستان میں قادیانیت کے تعاقب کی مستند سرگزشت ● قادیانیوں سے مجاہدینِ احرار وختم نبوت کی معرکہ آرائیوں کے مفصل تذکرے ● حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے خلاف قادیان میں تقریر پر مقدمہ کی مفصل روداد پہلی بار منظر عام پر ● تحریک تحفظ ختم نبوت کے اثرات ونتائج کا غیر جانبدارانہ تجزیہ ● ایک ایسی کتاب جس کے مطالعہ کے بغیر تحریک تحفظ ختم نبوت سے آگاہی ممکن نہیں ہے۔

صفحات: 572 قیمت -/1000 روپے

ملنے کا پتا: بخاری اکیڈمی، دار بنی ہاشم ملتان 0300-8020384

مولانا محمد نجیب قاسمی

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی ایک مختصر جھلک

ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں دوشنبہ کے روز 9 ربیع الاول (571ء) کو پیدا ہوئے، ابھی ماں کے پیٹ میں ہی تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد عبداللہ کا انتقال ہوگیا۔ جب 6 سال کی عمر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ آمنہ کا انتقال ہوگیا۔ جب 8 سال 2 ماہ 10 دن کے ہوئے تو آپ کے دادا عبدالمطلب بھی فوت ہوگئے۔ جب 13 سال کے ہوئے تو چچا ابوطالب کے ساتھ تجارت کی غرض سے ملک شام روانہ ہوئے، مگر راہ سے ہی واپس آگئے، جوان ہوکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ تجارت کی۔ 25 سال کی عمر میں حضرت خدیجہؓ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی ہوئی۔ شادی کے وقت حضرت خدیجہؓ کی عمر 40 سال تھی 35 سال کی عمر میں جب قبیلہ قریش میں کعبہ کی تعمیر پر جھگڑا ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جھگڑے کا بہترین حل پیش کیا، جس سے سارا مسئلہ ہی حل ہوگیا۔ سب معاصروں نے آپ کو صادق اور امین کے لقب سے نوازا۔ 40 سال کی عمر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت عطا کی گئی تین سال تک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چپکے چپکے لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے رہے پھر کھلم کھلا اسلام کی دعوت دینے لگے کھلم کھلا اسلام کی دعوت دینے پر مسلمانوں کو بہت زیادہ ستایا جانے لگا۔ 2 سال تک مسلمانوں کو بہت تکلیفیں دی گئیں مسلمانوں نے تنگ آکر مکہ مکرمہ سے چلے جانے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ 5 نبوت میں صحابہ رضی اللہ عنہ کی ایک جماعت حبشہ ہجرت کرگئی۔ 6 نبوت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور ان کے تین دن بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے۔ ان دونوں کے ایمان لانے سے قبل تک مسلمان چھپ چھپ کر نماز پڑھا کرتے تھے، اب کھل کر نماز پڑھنے لگے۔ 7 نبوت میں قریش نے آپس میں ایک عہد نامہ تحریر کیا کہ کوئی شخص مسلمانوں اور ہاشمی قبیلہ کے ساتھ لین دین اور رشتہ ناطہ نہیں کرے گا۔ اس ظلم کی وجہ سے مسلمان اور ہاشمی قبیلے کے لوگ تقریباً تین سال تک ایک پہاڑی کھوہ میں بند رہے۔ 10 نبوت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب اور ام المؤمنین حضرت خدیجہؓ کا انتقال ہوا، آپ کو بہت زیادہ رنج وغم ہوا۔ ابوطالب کے انتقال کے بعد کفار مکہ نے کھل کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت اور تکلیف دینی شروع کردی۔ اسی برس آپ نے طائف جاکر لوگوں کے سامنے اسلام کی دعوت دی، لیکن وہاں پر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ستایا گیا۔ 11 نبوت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وعظ ونصائح پر مدینہ منورہ کے چھ حضرات مسلمان ہوئے۔ 27 رجب 12 نبوت میں 51 سال 5 مہینہ کی عمر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی۔ مسلمانوں پر پانچ نمازیں فرض ہوئیں۔ 12 نبوت میں موسم حج میں 18 شخص مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ آئے، انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ

پر اسلام قبول کیا۔ 13 نبوت میں 2 عورتیں اور 73 مرد مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ آئے، انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مدینہ چلنے کی درخواست کی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ ہجرت کرنے کے لیے راضی ہوگئے۔ 13 نبوت میں (یکم ربیع الاول): آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ ہجرت فرمانے کے لیے مکہ مکرمہ سے روانہ ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر ہجرت میں مدینہ منورہ کے قریب بنوعمرو بن عوف کی بستی قبا میں چند روز کا قیام فرمایا اور مسجد قبا کی بنیاد رکھی۔ قُبا سے مدینہ منورہ جاتے ہوئے بنوسالم بن عوف کی آبادی میں پہنچ کر اس مقام پر جمعہ پڑھایا، جہاں اب مسجد (مسجد جمعہ) بنی ہوئی ہے۔

1 ہجری: مدینہ منورہ پہنچ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کے ساتھ مل کر مسجد نبوی کی تعمیر فرمائی۔ ظہر، عصر اور عشاء کی نماز میں اب تک فرض رکعات کی تعداد 2 تھی، مدینہ منورہ پہنچ کر 4 رکعات مقرر ہوئیں۔ مہاجرین صحابہ رضی اللہ عنہ کا انصار صحابہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھائی چارا قائم کیا گیا۔ مدینہ کے یہودیوں اور آس پاس کے رہنے والے قبیلوں سے امن اور دوستی کے عہد نامے ہوئے۔ 2 ہجری: نماز کے لیے اذان دی جانے لگی کعبہ (بیت اللہ) کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی جانے لگی۔ اسی برس رمضان کے روزے فرض ہوئے۔ 3 ہجری: زکوٰۃ فرض ہوئی۔ 4 ہجری: شراب پینا حرام ہوا۔ 5 ہجری: عورتوں کو پردہ کرنے کا حکم ہوا۔ 6 ہجری: صلح حدیبیہ ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کی ادائیگی کے بغیر مدینہ منورہ واپس آگئے اس وقت کے مشہور بادشاہوں کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی دعوت دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر بادشاہوں اور حکمرانوں کے علاوہ عرب کے بڑے بڑے قبیلے مسلمان ہوئے۔ 7 ہجری: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کی قضا کی کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم 6 ہجری میں صلح حدیبیہ کی وجہ سے عمرہ ادا نہیں کر سکے تھے۔ 8 ہجری: مکہ مکرمہ فتح ہوا۔ خانہ کعبہ کو بتوں سے پاک وصاف کیا گیا۔ 9 ہجری: حج فرض ہوا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سرپرستی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی ایک جماعت نے حج ادا کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے میدان حج میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اعلان کیا کہ اب آئندہ کوئی مشرک خانہ کعبہ کے اندر داخل نہیں ہوگا۔ 10 ہجری: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج (حجۃ الوداع) ادا کیا۔ 11 ہجری: 63 سال اور پانچ دن کی عمر میں 12 ربیع الاول پیر کے روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دار فانی سے کوچ فرما گئے۔ نبوت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم تقریباً 23 سال حیات رہے۔ 13 سال مکہ مکرمہ میں اور 10 سال مدینہ میں۔

غزوات: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ ہجرت کرنے کے بعد دشمنوں کے ساتھ 2 ہجری سے 9 ہجری کے دوران آٹھ سال میں متعدد جنگیں ہوئیں، جن میں سے مشہور غزوات یہ ہیں: غزوہ بدر 2 ہجری۔ غزوہ احد 3 ہجری۔ غزوہ خندق 5 ہجری۔ غزوہ خیبر 7 ہجری۔ غزوہ فتح مکہ 8 ہجری۔ غزوہ حنین 8 ہجری۔ غزوہ تبوک 9 ہجری۔

مولانا الطاف حسین گوندل

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا درگزر

غزوۂ احد میں کفار کی یلغار کے نتیجے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اگلے چار دانت شہید ہوگئے۔ سر مبارک اور چہرہ انور بھی زخمی ہوگیا۔ یہ دیکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رنج واضطراب کی حالت میں گزارش کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کاش آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان دشمنان دین پر بددعا کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں لعنت اور بددعا کے لیے نہیں بھیجا گیا۔ بلکہ لوگوں کو راہ حق کی طرف بلانے کے لیے بھیجا گیا ہوں۔''

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے بعد مکے میں سخت قحط پڑا۔ نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ قریش چمڑا اور مردار کھانے لگے۔ ابوسفیان کو یہ بات معلوم تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول ہوتی ہے، وہ مدینہ پہنچے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتجی ہوئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم قحط سے ہلاک ہورہی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے دعا کیجئے۔ اس کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں کہا کہ میں ان لوگوں کے حق میں کیوں دعا کروں جنہوں نے مجھے اور میرے ساتھیوں کو تکلیفیں پہنچائیں اور ہمیں اپنے گھروں سے نکالا؟ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فی الفور دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا قبول ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ جو کوئی مجھ پر ظلم کرے میں اس کو قدرت کے انتقام کے باوجود معاف کردوں۔ جو مجھ سے قطع کرے، میں اس کو ملاؤں، جو مجھے محروم رکھے میں اس کو عطا کروں، غضب اور خوشنودی دونوں حالت میں حق گوئی کو شیوہ بناؤں۔''

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت ایذائیں جھیلیں، لیکن سخت ترین دن وہ تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تبلیغ اسلام کے لیے طائف گئے۔ وہاں دعوت اسلام کے جواب میں لوگ سخت بداخلاقی سے پیش آئے اور بازاری لفنگوں اوباشوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے لگایا، یہ بدمعاش آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ٹوٹ پڑے اور ذات اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر بے پناہ سنگ باری شروع کردی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جدھر کا رخ کرتے یہ غول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیچھا کرتا، جب چاروں طرف سے پتھر برس رہے ہوں تو کہاں تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم محفوظ رہ سکتے تھے؟ اتنی سنگ باری ہوئی کہ جسم مبارک لہولہان ہوگیا اور نعلین مبارک خون آلود ہوگئے۔ آخر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی مشکل سے ایک باغ میں انگور کی بیلوں میں پناہ لی اور اوباشوں سے پیچھا چھڑایا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ میرے لیے سخت ترین دن تھا۔ میں باغ سے نکل کر غم زدہ آرہا تھا کہ اچانک

بادل کے ایک ٹکڑے نے میرے اوپر سایہ کر دیا، میں نے جب نظر اٹھا کر دیکھا تو جبرئیل علیہ السلام تھے، جبرئیل نے کہا جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوا ہے اللہ تعالیٰ نے اسے دیکھا اور اگر آپ کی مرضی ہو تو طائف کے دونوں پہاڑوں کو ملا کر یہاں کی جملہ آبادی کو تہس نہس کر دیا جائے، میں نے کہا نہیں میں ان کی ہلاکت و بربادی نہیں چاہتا، بلکہ مجھے خدا کے فضل سے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان میں سے ایسے لوگ پیدا کرے گا جو خدائے واحد کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے۔

عفو و درگزر کا یہی نتیجہ نکلا کہ گیارہ سال بعد یہی طائف والے تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت سے دست بردار ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں گر پڑے۔ شہر مکہ میں کوئی چیز پیدا نہیں ہوتی تھی، اناج یمامہ سے آتا تھا، یمامہ کے حاکم حضرت ثمامہ مسلمان ہو گئے اور انہوں نے مکہ معظّمہ کی طرف غلے کی آمد بند کر دی۔ اس بندش سے قریش میں کہرام مچ گیا، انہوں نے سخت اضطراب اور بدحواسی کے عالم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مدینہ میں رجوع کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ثمامہ کے نام بھیجا کہ اناج کی بندش اٹھا لو۔ چنانچہ اناج مکہ پہنچنے لگا، حالانکہ یہ اہل مکہ وہی تھے جنہوں نے مسلسل تین سال تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان والوں کا ایسا مقاطعہ کیا تھا کہ غلے کا ایک دانہ تک نہیں پہنچے دیتے تھے۔ ہاشمی بچے بھوک سے تڑپتے اور بلبلا اٹھتے تھے۔ لیکن ان ظالموں کے پتھر دل کسی طرح نہ پسیجتے تھے، بلکہ یہ گریہ و بکا سن کر رحم کرنے کے بجائے ہنستے اور خوش ہوتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی یہ سب باتیں بھلا کر ان کے لیے اناج کی بندش ختم کر دی۔

حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ جذبہ میدان جنگ میں بھی برقرار رہتا تھا۔ بدر کے میدان جنگ میں لڑائی شروع ہونے سے پہلے مشرکین کی فوج کے آدمی اس حوض پر پانی پینے آتے، جو اسلامی لشکر کے قبضے میں تھا، مسلمانوں کی فوج نے یہ حوض اپنی ضرورت کے لیے تیار کیا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے مشرکین کو پانی پینے سے روکنا چاہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پانی پینے سے منع نہ کرو، پینے دو''۔

ان چند واقعات سے ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عفو و درگزر اور دین کے دشمنوں کے ساتھ حسن سلوک کا پتہ چلتا ہے۔ آج بھی اگر ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اصولوں کو اپنانے کی کوشش کریں تو اس دنیا میں بھی کامیاب ہوں گے اور آخرت میں بھی رب ذوالجلال کے ہاں سرخرو ہوں گے۔

☆......☆......☆

مولانا محمد الطاف معاویہ

نبی السیف صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت وبہادری

سب سے بہادر اور سب سے مضبوط دل والے انسان ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے مشکل مقامات پر اس وقت ثابت قدمی کا مظاہرہ فرمایا جب بڑے بڑے بہادر میدان چھوڑ جاتے تھے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان خوفناک اور آشام مقامات پر ڈٹے رہے، آگے بڑھتے رہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عزم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یلغار میں ذرہ برابر کمی نہ آئی۔ دنیا کا ہر بہادر کہیں نہ کہیں فرار یا کمزوری کا شکار ہوا مگر آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا تصور تک نہیں فرمایا۔ بے شک سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ (القلم ۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ حسین، سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ شجاع تھے ایک رات اہل مدینہ نے کوئی خوفناک آواز سنی لوگ اس آواز کی طرف دوڑے تو انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں سے واپس آئے ہوئے پایا۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے پہلے اس آواز کی طرف تشریف لے گئے تھے۔ (واپسی پر دیکھا گیا کہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر تشریف فرما ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گلے میں تلوار لٹک رہی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں ڈرنے کی کوئی بات نہیں ڈرنے کی کوئی بات نہیں (بخاری ومسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ شجاع زیادہ دلیر زیادہ سخی اور زیادہ راضی ہونے والا کسی کو نہیں دیکھا (نسائی) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب بھی دشمنوں سے ٹکراؤ ہوتا تھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (اپنے لشکر میں سے) سب سے پہلے جنگ شروع فرماتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رکانہ پہلوان سے کشتی فرمائی اور اسے پچھاڑ دیا (ابوداؤد) حافظ مزی کی روایت میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رکانہ کو دو تین بار پچھاڑا اور ایک روایت کے مطابق یہی واقعہ ان کے اسلام لانے کا سبب بنا (تهذيب الكمال للمزی)۔

☆......☆......☆

حضرت علامہ محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

حجۃ الوداع کے موقع پر بیمار ہو کر بظاہر قریب المرگ ہو گئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مزاج پرسی کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں شفایابی کی دعا فرماتے ہوئے تسلی دلائی اور فرمایا:

امید ہے کہ تم اپنے ساتھیوں کے بعد زندہ رہو گے اور تم اللہ کی خوشنودی کے لیے جو بھی کام کرو گے، اس سے تمہارے درجات بلند ہوں گے اور امید ہے کہ تم اس وقت تک زندہ رہ جاؤ گے جب کہ کچھ لوگوں کو تم سے نفع پہنچے گا۔ اور کچھ کو نقصان (مسلم شریف ص ۴۰ ج ۲)

یہ الفاظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے فرمائے تھے۔ وہ رشتے میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں لگتے تھے۔ ماموں بھی کیسے؟ قابل فخر اور مایۂ ناز۔ تفاخر بالانساب (اپنے خاندان پر فخر کرنا) محض اپنی بڑائی ظاہر کرنے کے لیے جائز نہیں ہے، لیکن دینی مصلحت سے جائز ہے۔ یہی وجہ ہے کہ غزوۂ حنین کے موقعہ پر خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ رجز پڑھا تھا۔

"انــا الـنـبـی لا کـذب انــا ابـن عـبـدالـمـطـلـب

(میں نبی ہوں، کچھ شک نہیں۔ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں)

اسی قبیل سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمائے تھے: "هذا خالی فلیرنی امرؤ خاله" یہ میرے ماموں ہیں کوئی مجھے ان جیسا اپنا ماموں تو دکھائے۔ (ترمذی ص: ۲۱۶، ج: ۲)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ ان چند افراد میں سے ہیں جو شروع شروع میں اسلام لے آئے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد دوسرے حضرات کی طرح انہیں بھی سخت آزمائشوں سے گذرنا پڑا، مگر پائے استقلال میں کوئی جنبش نہ آئی۔ ہجرت کے بعد عموماً انہیں قریش کے حالات دریافت کرنے کی مہم سونپی جاتی رہی۔ غزوۂ احد کے موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ سے انہیں خطاب فرمایا: "ارم یــا سـعـد فداک ابـی و امـی" سعد! تم تیر چلاؤ، میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں۔

بخاری شریف میں روایت ہے، حضرت سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کے لیے نکلتے رہے۔ بعض سفروں میں تو ہمیں کھانے کو صرف درختوں کے پتے ملتے رہے اور پتے کھا کھا کر

ہمارے جبڑے چھل گئے تھے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کا بہت خیال رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ سے واپس تشریف لائے، آرام فرمانا چاہتے تھے۔ خواہش ظاہر فرمائی کہ کوئی شخص آج رات پہرہ دیتا۔ اتنے میں ہتھیاروں کی جھنکار سنائی دی۔ پوچھا: کون؟ جواب ملا: سعد! (بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) پوچھا: کیسے آنا ہوا؟ عرض کیا: میرے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے متعلق اندیشہ گذرا تھا، اس لیے چوکیداری کو حاضر ہوگیا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں دعا فرمائی اور سو گئے۔

اوپر حضور صلی اللہ علیہ کی جس پیشین گوئی کا ذکر آیا ہے کہ کچھ لوگوں کو تم سے نفع پہنچے گا اور کچھ کو نقصان۔ وہ اس طرح پوری ہوئی کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں عراق کی مہم انہیں سونپی۔ قادسیہ کی مشہور جنگ، آپ ہی کی کمان میں فتح ہوئی۔ یہی وہ جنگ ہے جس کے بعد ایرانیوں کی کمر ٹوٹ گئی۔ اس کے بعد بڑھتے بڑھتے مختصر سے عرصے میں ایران کا دارالسلطنت مدائن کا شہر فتح ہوگیا۔

قادسیہ کی لڑائی کے موقعہ پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سخت تشویش رہتی تھی۔ روزانہ مدینہ سے باہر نکل کر عراق کے راستے پر قاصد کا انتظار فرماتے، دھوپ تیز ہوجانے پر واپس ہوتے۔ جس روز حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا ایلچی خوش خبری لے کر آیا، تو مدینہ سے باہر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھ لیا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانتا نہیں تھا۔ فتح کا مژدہ سناتا ہوا، اونٹ دوڑائے چلا گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ساتھ ساتھ دوڑتے ہوئے جنگ کی خبریں معلوم کرتے رہے۔ جب آبادی میں پہنچے اور عام لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ''السلام علیکم یا امیر المومنین!'' کہنا شروع کیا تو ایلچی کو پتہ چلا۔ پھر جب مدائن کا شہر فتح ہوا اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے خوشخبری کے ساتھ مال غنیمت کا پانچواں حصہ دربار خلافت کو بھجوایا تو اس میں شاہ ایران کے سونے کے کنگن بھی تھے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کے مطابق تھوڑی دیر کے لیے حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ کو پہنائے گئے۔ (۱)

ان تمام فتوحات کا سہرا حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے سر ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص کے گونا گوں اوصاف اور کمالات تھے، جن کی بناء پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا: **سعد بن ابی وقاص فی الجنة.** (سعد بن ابی وقاص جنت میں ہوں گے)

ابن عبدالبر رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے ایک پرانا اونی جبہ طلب فرمایا اور کہا: مجھے اس میں کفن دینا، بدر کے روز میں نے اسی کو پہن کر لڑائی میں حصہ لیا تھا، اور آج ہی کے لیے اسے چھپا رکھا تھا۔

☆......☆......☆

حواشی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفرِ ہجرت کے موقع پر سراقہ بن مالک نے قریش کے اعلان کردہ انعام کے لالچ میں پیچھا کیا۔ قریب آیا تو معجزانہ طور پر اس کے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے۔ معافی مانگی اور واپس چلے جانے کا وعدہ کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے گھوڑا باہر نکل آیا۔ اس کی نیت پھر خراب ہوگئی، گھوڑے کی ٹانگیں پھر دھنس گئیں۔ تین مرتبہ ایسا ہوا۔ جب آخری مرتبہ صدق دل سے تائب ہوئے تو گھوڑا باہر نکلا۔ حضور نے انھیں ایک مژدہ سنایا: سراقہ! اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا، جبکہ شاہ ایران کے سونے کے کنگن تمہارے ہاتھوں میں ہوں گے؟ جس وقت سراقہ کو یہ خبر دی جارہی تھی، اس وقت کوئی سوچ بھی نہ سکتا ہوگا کہ دشمن کی سختیوں سے تنگ آکر گھر بار کو چھوڑ کر جانے والے کی یہ بات کبھی پوری ہوگی۔ لیکن جب نبی الصادق المصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشین گوئی پوری ہوئی تو امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بھی نعرۂ تکبیر بلند کیا اور حاضرین مجلس نے بھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اللہ کا شکر ہے ،جس نے خدائی کے دعوے دار کسری کے ہاتھوں سے یہ کنگن اتار کر ایک مدلجی بدوی کو پہنائے۔ سراقہ! آؤ، سونا مردوں کے لیے حرام ہے، مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کی تکمیل کے لیے تم تھوڑی دیر کے لیے یہ کنگن پہن لو۔

من الظلمٰت الی النور

پروفیسر Nagel Axworthy کا قبول اسلام!

سعودی یونیورسٹی میں انگلش کے برطانوی پروفیسر ڈاکٹر نیجل ایکسورتھی (Nagel Axworthy) نے اسلام قبول کرلیا۔ ان کے اعزاز میں بطحاء میں ایک پروقار تقریب منعقد کی گئی۔ تقریب کے شرکا نے ڈاکٹر ایکسورتھی کو گلے لگایا اور انہیں دعائیں دیں۔ اس موقع پر نومسلم پروفیسر کا کہنا تھا کہ کلمہ پڑھنے کے بعد مجھے جو روحانی مسرت نصیب ہوئی ہے، اسے میں لفظوں میں بیان نہیں کرسکتا۔ میں اس وقت سے اسلام کے بارے میں مطالعہ کررہا تھا کہ جب سے برطانیہ میں مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہونے لگا ہے۔ میں نے اسے قریب سے دیکھنے کے لیے سعودی عرب آنے کا ارادہ کیا۔ سعودیہ آکر اسلام کو قریب سے دیکھنے کے بعد میں اس نتیجے تک پہنچا کہ یہی وہ متاع ہے جسے میری روح عرصے سے تلاش کررہی تھی اور میں نے خود سرکاری دفتر میں آکر اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا۔ انہوں نے کہا کہ یورپ میں اسلام تیزی سے پھیل رہا ہے۔ صرف گزشتہ دس برس کے دوران ایک لاکھ سے زائد برطانوی شہری اسلام قبول کرچکے ہیں، جبکہ سالانہ 5200 برطانوی حلقۂ اسلام میں داخل ہورہے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ مغربی معاشرے میں پھیلی بے راہ روی اور فحاشی سے لوگ تنگ آچکے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ان کے سامنے اسلام کا نقشہ اور دعوت مؤثر طریقے سے پیش کی جائے۔ اگر اس حوالے سے بھرپور محنت کی جائے تو میں یقین سے کہتا ہوں کہ ایک عشرے کے دوران پورا یورپ مسلمان ہوجائے گا۔ (بحوالہ السبق سعودیہ)

مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی

اسلامی تاریخ میں صحابہ کرام کا مقام

اسلام کی تاریخ میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا طبقہ وہ منتخب اور برگزیدہ طبقہ ہے، جسے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور امت کے درمیان قابل اعتماد واسطہ کی منفرد حیثیت حاصل ہے۔ پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے یہ ساتھی ہی، آپ کے پیغامِ ہدایت ورحمت اور آپ کی سعادت بخش تعلیمات کو پورے عالم میں پہنچانے والے ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثاروں کے اس داعیانہ کردار کا اعلان خود رب علیم وخبیر نے اپنے رسول کے ذریعہ ان الفاظ میں فرمایا: ''قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ'' آپ اعلان کردیں کہ یہ میرا راستہ ہے، بلاتا ہوں اللہ کی طرف سمجھ بوجھ کر میں اور میرے ساتھی۔

مطلب یہ ہے کہ کسی اندھی تقلید کی بنیاد پر نہیں، بلکہ حجت وبرہان اور بصیرت ووجدان کی روشنی میں، میں اور میرے اصحاب دینِ توحید کی دعوت دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو پیغمبرانہ نورِ بصیرت عطا فرمایا تھا، ہر صحابی رسول کا دل ودماغ آپ کی صحبت ومعیت کی برکت سے اس نور سے روشن ہوگیا تھا اور دعوت الی اللہ علی وجہ البصیرۃ میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست وبازو اور رفیق کار بن گئے تھے۔ حدیث پاک ''ما انا علیہ واصحابی'' میں پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے اصحاب کی اسی رفعت شان اور بلند ترین داعیانہ کردار کو نمایاں فرمایا ہے، اس لیے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سیرت درحقیقت امام المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا جزء ہے، عام شخصیات ورجال کی طرح انھیں صرف کتب تاریخ کی روشنی میں نہیں، بلکہ قرآن وحدیث اور سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے آئینہ میں دیکھا جائے گا۔

معروف شارح حدیث وسیرت قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ومن توقیرہ صلی اللہ علیہ وسلم توقیرُ اصحابہ، وبرُّھم ومعرفۃ حقھم، والاقتداء بھم وحسن الثناء علیھم والاستغفار لھم، والامساک عمّا شجر بینھم، ومعاداۃ من عادا ھم، والاضراب عن اخبار المؤرخین وجھلۃ الرواۃ (الأسالیب البدیعۃ: ص ۸)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی توقیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توقیر کا ایک حصہ ہے، ان سے بھلائی کا معاملہ کرنا، ان کے حق کو پہنچاننا، ان کی پیروی کرنا، ان کی مدح وستائش کرنا، ان کے حق میں دعائے استغفار کرنا، ان کی باہمی آویزش کے ذکر سے زبان وقلم کو روکنا، ان سے عناد رکھنے والوں سے عناد اور دشمنی رکھنا، مؤرخین اور

ناواقف راویوں کی ان کی خلاف شان روایتوں سے اعراض کرنا بھی (حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے محبت کی وجہ سے ہے)۔

شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی قدس سرہ سابق صدر المدرسین وشیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند اپنے ایک مکتوب میں رقم طراز ہیں:

''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں جو آیات وارد ہیں، وہ قطعی ہیں، جو احادیث صحیحہ ان کے متعلق وارد ہیں، وہ اگر چہ ظنّی ہیں: مگر ان کی اسانید اس قدر قوی ہیں کہ تواریخ کی روایات ان کے سامنے ہیچ ہیں۔ اس لیے اگر کسی تاریخی روایت میں آیات واحادیث صحیحہ میں تعارض واقع ہوگا تو تواریخ کو غلط کہنا ضروری ہوگا۔'' (مکتوبات شیخ الاسلام، ج ۱، ص ۲۴۲ مکتوب ۸۸)

آیات پاک:

اَلسَّابِقُونَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَضِیَ اللہُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عنه وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَهَا الْاَ نْهَارُ خَالِدِیْنَ فِیهَا اَبَداً ذَالِکَ الفَوْزُ الْعَظِیم.

اور جو لوگ قدیم ہیں، سب سے پہلے ہجرت کرنے والے اور مدد کرنے والے، جو لوگ ان کے پیرو ہیں، نیکی کے ساتھ، اللہ راضی ہوا ان سے اور وہ راضی ہوئے اللہ سے، تیار کر رکھے ہیں واسطے ان کے باغ کہ بہتی ہیں نیچے ان کے نہریں، رہا کریں اس میں ہمیشہ، یہی ہے بڑی کامیابی!

مُسنِد ہند سراج الامت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''جو شخص قرآن پر ایمان رکھتا ہے، جب اس کے علم میں یہ بات آ گئی کہ اللہ تعالیٰ نے بعض بندوں کو دوامی طور پر جنتی فرمایا ہے، تو اب ان کے حق میں جتنے بھی اعتراضات ہیں وہ سب ساقط ہو گئے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہیں، وہ خوب جانتے ہیں کہ فلاں بندہ سے فلاں وقت میں نیکی اور فلاں وقت میں بدی صادر ہوگی، اس کے باوجود جب وہ اطلاع دے رہے ہیں کہ میں نے اسے جنتی بنادیا، تو اسی کے ضمن میں اس بات کا اشارہ ہو گیا کہ ان کی تمام لغزشیں معاف کر دی گئی ہیں، لہٰذا اب ان مغفور بندوں کے حق میں کسی کا لعن طعن اور برا بھلا کہنا، حق تعالیٰ پر اعتراض کے مترادف ہوگا۔ اس لیے کہ ان پر اعتراض اور زبان طعن دراز کرنے والا گویا یہ کہہ رہا ہے کہ یہ بندہ تو برا ہے، پھر اللہ نے اسے جنتی کیسے بنادیا۔ اور ظاہر ہے کہ اللہ رب العزت پر اعتراض کفر ہے۔'' الی آخرہ۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ''الصارم المسلول'' میں قاضی ابویعلیٰ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ: ''رضا'' اللہ تعالیٰ کی صفتِ قدیم ہے، وہ اپنی رضا کا اعلان صرف اُنھیں کے لیے فرماتا ہے، جن کے متعلق وہ جانتا ہے کہ ان کی وفات اسباب رضا پر ہوگی۔

علامہ موصوف ہی ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں:

ماذکر عن الصحابة من السيئات كثير منه كذب، وكثير منه كانوا مجتهدين فيه لكن لا يعلم كثير من الناس وجه اجتهادهم، وما قدر انه كان فيه ذنب من الذنوب لهم فهو مغفور لهم اما بتوبة، واما بحسنات ماحية واما بمصائب مكفرة، واما بغير ذلک، فانه قد قام الدليل الذى يجب القول بموجبه انهم من اهل الجنة، فامتنع ان فعلوا مايوجب النار لا محالة، واذا لم يمت احدهم على موجب النار لم يقدح ذلک فى استحقاقهم الجنة (المنتقیٰ)

صحابہ کی جانب جوسیئات منسوب کی گئی ہیں ان میں بیشتر جھوٹی ہیں اوران میں بہت سی وہ ہیں، جن کوانھوں نے اپنے اجتہاد سے حکم شرعی سمجھ کر کیا ہے؛ مگر لوگوں کوان کے اجتہاد کی دلیل معلوم نہیں ہوسکی اور جنھیں گناہ ہی مان لیا جائے، تو وہ گناہ معاف ہوگیا ہے، یہ عفو ومغفرت یا تو توبہ کی بناء پر ہے یا ان کی نیکیوں کی کثرت نے ان گناہوں کو مٹادیا، یا دنیاوی مصیبتیں کفارہ بن گئیں اور دیگر اسباب مغفرت بھی ہوسکتے ہیں۔ کیونکہ دلیل قرآن وحدیث سے ان کا جنتی ہونا ثابت ہو چکا ہے۔ اس لیے ناممکن ہے کہ کوئی ایسا عمل ان کے نامہ اعمال میں باقی رہے جو جہنم کا سبب بنے، تو جب صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کوئی ایسی حالت میں وفات نہیں پائے گا، جو دخولِ دوزخ کا سبب بنے، تو اب کوئی چیز ان کے مستحق جنت ہونے میں مانع نہیں ہوگی!

اللہ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے حاصل اس مقام بلند کی بنا پر اہل سنت الجماعت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین عادل، قابلِ اعتماد اور جنتی ہیں اوران کی شان میں زبان طعن دراز کرنا فسق وفجور ہے۔ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا وهب لنا من لدنک رحمة. إنک أنت الوهاب.

Saleem&Company
Bahar Chowk, Masoom Shah Road, Multan.
SC
SINCE 1968
Manufacture of Quality Furniture, Government Contractors, Electronics & General Order Suppliers
سلیم اینڈ کمپنی
0302-8630028
061 -4552446
Email:saleemco1@gmail,com
فون نمبر:
بہار چوک معصوم شاہ روڈ ملتان

محمد عبدالحمید صدیقی نظرؔ لکھنوی

نعتِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

ثنائے پاک نبی کا لکھنا ہے ایک کارِ نگینہ کاری
نہیں ہے لکھنے کا مجھ کو یارا، پہ لکھ رہا ہوں ز لطفِ باری

عجب نہیں ہے کہ روزِ محشر یہ کارِ خوبِ ثنا نگاری
ہماری فردِ عمل سے دھو دے گناہ سارے خطائیں ساری

بلند سیرت ہے، شکل پیاری کہ جو بھی دیکھے وہ جائے واری
دراز گیسو کے زیرِ سایہ سکوں بہ دل ہے خدائی ساری

شجر شجر پہ بہار آئی نکھار دی اس نے کیاری کیاری
کہ باغِ اسلام کی شہِ دیں نے کی ہے خوں سے بھی آبیاری

نبیؐ آخر زماں محمدؐ، نبی وہی اب ہے تا قیامت
ہے تاج و تختِ نبوّت اس کا، اسی کی قائم اجارہ داری

شغف ہے دینِ خدا سے اس کو، بہ کارِ تبلیغِ دیں ہے ہر دم
مشقتیں ہیں عبادتیں ہیں، نہ جسم پیارا نہ جان پیاری

میانِ شب میں زِ خوابِ راحت وہ جاگ اٹھے بفکرِ امت
حضورِ رب میں خلوصِ دل سے دعائیں لب پر بہ آہ وزاری

وہ زور آور، بڑا دلاور، وہ شیر افگن، شجیعِ دوراں
وہ تیغ زن ہے جہادِ حق میں، ہے قابلِ دید شہ سواری

وہ جبرئیل امیں کا آنا، وہ عرشِ اعظم پہ ان کا جانا
یہ خاص اکرام ہے انھی کا، انھی کا حصہ یہ کام گاری

ہے قول انھی کا کہ میری دختر سے ہو جو سرزد گناہِ سرقہ
زِ روئے انصاف قطعِ ید کی ضرور اس پر بھی حد ہو جاری

اسی کا صدقہ یہ چار چیزیں، جو چار یاروں کو اس نے بخشیں
کسی کو تقویٰ، حیا کسی کو، کسی کو سطوت، کسی کو یاری

نہ جانے قسمت میں کیا ہے لیکن نظرؔ ہماری یہ آرزو ہے
نکل رہی ہو جو روح تن سے ہو پہلا کلمہ زباں پہ جاری

محترم ماہر القادری مرحوم

سلام در بارگاہِ خیر الانام علیہ الصلاۃ والسلام

سلام اس پر کہ جس نے بے کسوں کی دستگیری کی — سلام اس پر کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کی
سلام اس پر کہ اسرار محبت جس نے سمجھائے — سلام اس پر کہ جس نے زخم کھا کر پھول برسائے
سلام اس پر کہ جس نے خوں کے پیاسوں کو قبائیں دیں — سلام اس پر کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دیں
سلام اس پر کہ دشمن کو حیات جاوداں دے دی — سلام اس پر ابوسفیان کو جس نے اماں دے دی
سلام اس پر کہ جس کا ذکر ہے سارے صحائف میں — سلام اس پر، ہوا مجروح جو بازار طائف میں
سلام اس پر وطن کے لوگ جس کو تنگ کرتے تھے — سلام اس پر کہ گھر والے بھی جس سے جنگ کرتے تھے
سلام اس پر کہ جس کے گھر میں چاندی تھی نہ سونا تھا — سلام اس پر کہ ٹوٹا بوریا جس کا بچھونا تھا
سلام اس پر جو سچائی کی خاطر دکھ اٹھاتا تھا — سلام اس پر جو بھوکا رہ کے اوروں کو کھلاتا تھا
سلام اس پر جو امت کے لیے راتوں کو روتا تھا — سلام اس پر جو فرش خاک پر جاڑے میں سوتا تھا
سلام اس پر جو دنیا کے لیے رحمت ہی رحمت ہے — سلام اس پر کہ جس کی ذات فخر آدمیّت ہے
سلام اس پر کہ جس نے جھولیاں بھر دیں فقیروں کی — سلام اس پر کہ مشکیں کھول دیں جس نے اسیروں کی
سلام اس پر کہ جس کی چاند تاروں نے گواہی دی — سلام اس پر جس کی سنگ پاروں نے گواہی دی
سلام اس پر شکستیں جس نے دیں باطل کی فوجوں کو — سلام اس پر کہ ساکن کر دیا طوفاں کی موجوں کو
سلام اس پر کہ جس نے زندگی کا راز سمجھایا — سلام اس پر کہ جو خود بدر کے میدان میں آیا
سلام اس پر کہ جس کا نام لے کر اس کے شیدائی — اُلٹ دیتے ہیں تخت قیصریت اوج دارائی
سلام اس پر کہ جس کے نام لیوا ہر زمانے میں — بڑھا دیتے ہیں ٹکڑا سرفروشی کے فسانے میں
درود اس پر کہ جس کے تذکرے ہیں پاک بازوں میں — درود اس پر کہ جس کا نام لیتے ہیں نمازوں میں
درود اس پر کہ جو ماہر کی امیدوں کا ملجا ہے — درود اس پر کہ جس کا دونوں عالم میں سہارا ہے

☆......☆......☆

حافظ لدھیانوی مرحوم

نعت

بحضور سرورِ کائنات فخر موجودات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

سارے قرآں میں ہے بیاں تیرا ہے خدا آپ مدح خواں تیرا
تو ہے شہکار کبریائی کا تو ہے آئینہ حق نمائی کا
تیرا دربان جبرئیلِ امیں تجھ سے روشن ہے قدسیوں کی جبیں
ہیں شہنشاہ جو زمانے کے وہ گدا تیرے آستانے کے
سارا عالم ظہور تیرا ہے ہر حسیں شے میں نور تیرا ہے
یہ ہے صدقہ ترے پسینے کا حسن مہکا ہے جو مدینے کا
حُسن یوسفؑ میں ہے جھلک تیری دمِ عیسٰی میں ہے مہک تیری
تیرے قدموں سے ہے فلک روشن چاند تارے ہیں آج تک روشن
تجھ سے پیدا ہیں صبح کے انوار تجھ سے روشن ہیں ثابت و سیّار
تجھ سے ہیں آبشار کے نغمے فصل گل کے بہار کے نغمے
تیری نکہت چمن چمن پھیلی تیری خوشبو وطن وطن پھیلی
ہر جگہ تجھ کو جلوہ گر پایا تیری رحمت کا سب پہ ہے سایا
آستاں پر غلام آئے ہیں آج بہرِ سلام آئے ہیں
روحِ کونین، رحمتِ عالم اس طرف بھی ہو ایک چشمِ کرم
تیرے در پر فقیر آئے ہیں ہر طرف رحمتوں کے سائے ہیں
جو تیرے آستاں پہ آتے ہیں اپنی اپنی مُراد پاتے ہیں
اپنی رحمت سے جھولیاں بھر دے ہم تہی دامنوں کو گوہر دے
درد کو زندگی عطا ہو جائے سوز دل اور بھی سوا ہو جائے
دامنِ دل کو نور سے بھر دے اسے کیف وسرور سے بھر دے
یہ وظیفہ رہے سدا میرا لب پہ ہر دم ہو وردِ صلِّ علیٰ
ہو تری یاد کائنات مری یوں فروزاں رہے حیات مری
دل خزینہ ہو، تیری الفت کا درد کا، شوق بے نہایت کا

آنکھ کو ذوقِ دُرفشانی دے
لب کو توفیق مدح خوانی دے

دولت درد و آگہی مل جائے
قلب کو سوز زندگی مل جائے

چشم کو نور دے، بصیرت دے
عقل کو مشعلِ حقیقت دے

دل میں بس اک خدا کی ذات رہے
ما سوا کی نہ کوئی بات رہے

ہو زیارت ہمیں نصیب تری
ہو شفاعت ہمیں نصیب تری

ہے ترے ہاتھ عاصیوں کی لاج
سب ترے آستاں کے ہیں محتاج

تو سہارا ہے بے سہاروں کا
درد مندوں کا دلفگاروں کا

تو خدا کا ہے اور خدا تیرا
روزِ محشر ہے آسرا تیرا

کوئی خالی نہیں گیا در سے
سب پہ ابرِ کرم ترا برسے

کس طرح تجھ سے عرض حال کریں
ہے کہاں تاب ہم سوال کریں

نغمہ و درد وشوق والفت سے
تو ہے واقف دلوں کی حالت سے

لب کو آہِ سحر عطا کردے
سازِ خاموش کو صدا کردے

اشکِ غم حرفِ التجا ہوجائے
خامشی شرحِ مدعا ہو جائے

☆......☆......☆

علامہ عبدالرشید نسیم طالوتؔ

صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْن

کفر کی عزت بڑھی اسلام کا رتبہ گھٹا
قادیاں میں ہے مسیحیت کا جب سے بم پھٹا

چھان ڈالی ہم نے دنیائے اراذل بھی مگر
میرزا محمود سا دیکھا نہ کوئی چرکٹا

ہم کو کہنا ہی پڑا عُمْیٌ فَھُمْ لَایَرْجِعُوْن
''میں نہ مانوں'' کا سبق اس قوم نے ایسا رٹا

برکتیں کیا کیا نہ لایا ساتھ پنجابی نبی
زلزلہ، طاعون، ہیضہ اور وباؤں کی گھٹا

پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی
پھر کسی کی بوٹ کی ٹو چاٹتا ہے دُم کٹا

نوراللہ فارانی

مکرم مولوی عطا اللہ احراری رحمہ اللہ

(غیر منقوط مدحیہ در سوانح و تعارف حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری)

مکرم مولوی عطا اللہ احراریؒ، احرارِ اسلام اکٹھ کے روح رواں، اردو کے واحد اکمل کلام والے، علم و حکم سے معمور دل کے مالک، راہِ اسلام کے سالک، کلامِ الٰہی کے اسرار و حکم سے آگاہ، دکھلاوے سے کوسوں دور، عوام کی للکار، اس کا کلام درسِ محمدی کی مہکار۔ علمائے کرام کے ممدوح، اس کے علاوہ اور کئی سارے عمدہ اطوار کے مہا آدمی رہے۔ مکرم مولوی عطا اللہ احراری ''اٹھارہ سو اور آٹھ کم سوٗ'' کو والدہ مکرمہ کے والد ''حامل کلام اللہ'' مکرم احمد رحمہ اللہ کے گھر مولود ہوئے۔ مولودی سلسلہ دامادِ رسول صلی اللہ علی روحہ وسلم علی کرم اللہ کے اول لڑکے سے ملا ہے۔ وہ اول سے مکرم اور رکھ رکھاؤ والے ٹھہرے، سارے گھر والوں کے ہاں محمود رہے، دو اور دو سال کے ہوئے کہ اس لمحہ ماں دارالسلام کی راہی ہوئی۔ والدہ مکرمہ اک علمی اور عمل سے معمور اسرہ سے رہی۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علی آلہ وعلی روحہ وسلم کی لاڈلی لڑکی مکرم علی کرم اللہ کی گھر والی کے اسم سے موسوم رہی۔ اس طاہر اسم سے موسوم ''حوا کی لڑکی'' کی کوکھ سے اس لڑکے کی آمد ہوئی کہ لوگ اسے سالارِ احرار مکرم عطا اللہ احراری کے اسم سے موسوم کرکے رہے۔

اول علوم و دروس گھر ہی سے حاصل کر گئے، اس لئے کہ اس کی والدہ مکرمہ کے والد اور والدہ اس کے اول معلم ٹھہرے۔ اس گھر کا ماحول علم و عمل کا ماحول رہا۔ اسی گھر سے ماہرِ کلام ''علی محمد'' رسالہ ''کمالِ عمرٗ'' کے محرر کو اردو کلام کی اصلاح حاصل ہوئی۔ علی محمد عطا اللہ کی والدہ کی والدہ سے اردو محاورہ کے حوالے سے رائے لے کر مسرور رہے۔ اس طرح عطاء اللہ احراری کو محمد علی کی ہمدمی اور ہمراہی ملی اس ہمدمی کے واسطے سے اس کو کئی علوم و اطوار اور ''مرصع کلام'' کی اصلاح حاصل ہوئی۔ اور ''ماہر کلام'' ہوئے۔ اک رسالہ ''مرصع کلام'' سے معمور ''سواطع الالہام'' کے اسم سے لکھ گئے۔ عطاء اللہ کے دادا کے والد مکرم محمد، مملوک علی دہلوی رحمہ اللہ سے اصلاحی عہد کر کے اس کے سالک رہے۔ عطاء اللہ کے والد کمال کے ''حامل کلام اللہ'' رہے۔ اس کو آس رہی کہ عطاء اللہ کو ''کلام اللہ'' سے کمال لگاؤ ہو۔ اللہ کو اس کی آس عمدہ لگی اور اسی طرح ہوا، کہ عطاء اللہ کو کلام اللہ سے کمال لگاؤ ہوا۔ عطاء اللہ کا کلام ہے کہ: کہ کلام اللہ سے حد سے ماوراء دلی لگاؤ ہے اور گوراسر کار عطاء اللہ کے ہاں کمال مکروہ ٹھہرا ہے۔

آں مکرم اس دور کے کمال کے داعیٔ کلام اللہ ہوئے اور اِس عمدگی سے ورِدِ کلام اللہ کے حامل ہوئے کہ اسلام سے ادھر کے لوگ اس کی عمدہ لَے اور ورِدِ کلام اللہ کے دلدادہ ہوئے۔ معلوم ہوا کہ وہ والد مکرم سے کلام اللہ کے حامل ہوئے۔ عطاء اللہ کے گاؤں آئے ہوئے کلام اللہ کے ماہر ''محمد عاصم عمرٗ'' کو عطاء اللہ کا ورِدِ کلام اللہ مسموع ہوا، وہ اس عمدہ لَے سے مسرور ہوئے، اس لئے اس کے والد مکرم سے کہا کہ اس لڑکے کو حوالہ کر دو۔ کہ اس لڑکے کا ورِدِ کلام اللہ، مطالعہ اور لَے عمدہ

ہوا اور کمال اصلاح ہو سکے۔ عطاء اللہ کے والد اس رائے سے مسرور ہوئے اور عطاء اللہ کو ''محمد عاصم عمر'' کے ہاں کلام اللہ کے دروس کے حصول اور اصلاح کے لئے رکھا۔ اس طرح محمد عاصم عمر اس کے کلام اللہ کی اصلاح کے معلم ہوئے۔

اگلے مرحلے کے معلوم معلم (کہ اسم کا اول حصہ محمد اور دوسرا حصہ علی کرم اللہ کے اول لڑکے کا اسم ہے) سے ''مسلّم'' ''حمد اللہ'' کے علاوہ کئی اہم رسائل کے دروس حاصل کئے۔ اس کے علاوہ کئی معلموں سے علوم و دروس حاصل کئے۔ کال کوٹھڑی اس کے لئے مدرسہ ٹھہری، اور وہاں محصور ہمدموں کو معلم کر گئے اور کئی رسائل کے دروس حاصل کئے۔ حصولِ علم کے ہمراہ، گئی صدی کی دوسری دہائی کے وسط مکرم مولوی مہر علی گولڑوی رحمہ اللہ اس کے مصلح ٹھہرے اور وہ سالک ہوئے۔ مکرم گولڑوی رحمہ اللہ راہیٔ دارالسلام ہوئے، کہ عطا اللہ اک اور اللہ کے ولی کے سالک ہوئے۔ حصولِ علم کے ہمراہ گاؤں کے محلّہ کے لوگوں کے ''عمادِ اسلام'' کے امام رہے۔ اس عمل کے علاوہ اصلاحِ رسوم اور اسلام کے دائرے سے ورے اعمال و امور کے حوالے سے لوگوں کے آگے عمدہ طور سے کلام والے رہے۔ گئی صدی کی دوسری دہائی کے گورے حاکم ''ڈائر'' کے حملے سے کئی سو لوگ وصال کر گئے۔ اس سے عطاء اللہ کے دل کو گہرا گھاؤ لگا دروس سے دوری کر کے ملکی احوال امور اور عوامی کاموں کا حصہ ہوئے۔ مولوی محمد علی، مولوی حُر مؤسس رسالہ ''الہلال''، مولوی داؤد اور کئی ہمدموں کے ہمراہ کمال سعی اور اعلیٰ حوصلگی سے گورے سرکار سے معرکہ آراء ہوئے۔ اور گورے سرکار کے لئے مدام آگ رہے۔ وہ اصلاح رسوم، گمراہ اعمال و کردار کے لوگوں، اور سادہ لوح مسلم عوام کے اطوار و اعمال کو کھرا کر کے اس کے اصلاح کے لئے ہر لمحہ اُداس رہے۔ اور اس مرام کے حصول کے لئے ساٹھ سال کم اک صدی ساعی رہے۔ مسلم عوام کو اسلام کے احکام اور سارے امور و مسائل کا درس دے کر مسرور رہے۔ اس راہ کے راہی ہو کر حد سے ماوراء آلام سہ گئے۔ اللہ کے کرم سے اور عطاء اللہ اور اس کے ہمدموں کی مساعی سے گورے سرکار کے لئے اس ملک سے دوری لامحالہ ہوئی۔ اور ملک مردود گورے سرکار سے عاری ہوا۔ علمائے کرام اور عوام کو دلی مراد حاصل ہوئی، اور کمال مسرور ہوئے۔

گوروں سے معرکہ آرائی کے ہمراہ امرِ وحی کے مدعی، مردود ''مملوک احمد'' اور اس کے گروہ کے لئے دردِ سر رہے۔ اس گروہ کے اعمال، کردار، دعاوی اور مکاری کو عوام کے آگے لا کر کمال عمدہ دلائل سے اس گمراہ دعاوی کے علمی حدود لوگوں کو دکھلائے۔ اس عمدہ کلام اور دلائل کی دھوم ہوئی اور لوگوں کے دلوں سے گرد دُور ہوئی۔ اور اس گمراہ کے دھوکے دار اعمال و اطوار سے دور رہے۔ اسی طرح وہ اس مردود گروہ کو گہرے گھاؤ دے کر مسلم عوام اور علماء کے ہاں ممدوح ٹھہرے۔ وہ کھرے اصول کا آدمی ہر طرح کی دھوکا دہی سے دور رہا۔ اس کا کلام ہے کہ: ''ہر سہارا معدوم ہے سوائے اللہ کے اور مردود ہو وہ سہارا کہ اللہ کے سوا ہو''۔ ہر کوئی اس کا ہمدم رہا سوائے گوروں کے، اور مردود ''مملوک احمد'' کے گروہ کے ہر آدمی کے۔ وہ گوروں اور اس کے آلہ کاروں کے لئے سدِ راہ ہو کر اک کم دس سال دو اور دو ماہ کال کوٹھڑی کا حصہ رہے۔ مگر مرام سے دوری اس کے لئے سم ہلاہل رہی۔ کمال مکارم سے معمور اور اعلیٰ اطوار کے حامل اس مہا آدمی کو گئی صدی کا اکسٹھواں سال وصال کا سال ہوا۔ اس سال وہ ہر آدمی کو ملول کر کے دار الاعمال سے دار السلام کو سدھار گئے۔ رحمہ اللہ

مولانا منظور احمد آفاقی

حکیم اجمل خان کی فراست

مسیح الملک حکیم محمد اجمل خان مرحوم کے مطب میں ایک دن ایک انگریز جوڑا (میاں بیوی) علاج کی غرض سے آیا۔ انھیں تکلیف یہ لاحق تھی کہ ہر وقت بے چینی محسوس کرتے تھے۔ کسی کام میں دل نہیں لگتا تھا۔ جب بیماری کی شدت بڑھی تو انھوں نے ڈاکٹروں کی طرف رجوع کیا۔ دسیوں ڈاکٹر دیکھ ڈالے۔ گھر میں دوائیوں کے انبار لگ گئے۔ لیکن مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ جدید معالج اور روشن خیال ڈاکٹر نہ تو بیماری کی صحیح تشخیص کرتے اور نہ کوئی موثر دوائی تجویز کرتے، بس یوں ہی اندازے سے مختلف دوائیاں استعمال کراتے رہے۔ بعض ڈاکٹروں نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ یہ ہمارا کیس ہی نہیں ہے، بلکہ ایک نفسیاتی مسئلہ ہے۔ لہٰذا کسی ماہر نفسیات کی خدمات حاصل کی جائیں۔ ایک آدھ زندہ دل ڈاکٹر نے تو ان کی بیماری کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا ''لو جی آپ بھی بے چین ہیں۔ ارے دنیا میں چین سے رہتا کون ہے؟ دیکھتے نہیں کہ ساری انسانیت بے چین ہے تم لوگ چین پا کر دائرۂ انسانیت سے باہر نکلنا چاہتے ہو کیا؟'' غرض جتنے منہ اتنی باتیں۔

کسی نے انھیں مشورہ دیا کہ آپ حکیم اجمل خان کے پاس چلے جائیں۔ وہ اپنے فن میں بہت ہی ماہر ہیں۔ وہ بیماری کی تشخیص بھی صحیح کریں گے، علاج بھی مؤثر ہوگا اور آپ لوگ صحت یاب بھی ہو جائیں گے۔ گوروں کو یہ مشورہ پہلے تو عجیب سا لگا کیونکہ وہ ڈاکٹروں کے مقابلے میں دیسی حکیموں کو کوئی وقعت نہیں دیتے تھے۔ لیکن جب ڈاکٹروں سے مایوس ہو گئے تو مرتا کیا نہ کرتا کے مصداق انھوں نے حکیم صاحب کے مطب کا رخ کیا۔ حکیم صاحب نے اپنے مریضوں کا خندہ پیشانی استقبال کیا۔ انہیں کرسیوں پر بٹھایا۔ مطب کے سامنے فٹ پاتھ پر مکئی کے بھٹے بھونے جا رہے تھے انھوں نے وہ بھٹے منگوائے اور مریضوں کے سامنے رکھ دیے۔ پھر ان کے ساتھ بڑی بے تکلفی سے باتیں شروع کر دیں۔ کبھی حالات حاضرہ پر تبصرہ کرتے، کبھی کسی سنجیدہ موضوع پر روشنی ڈالتے اور کبھی کوئی لطیفہ سنا کر انہیں ہنساتے۔ وہ بھٹے بھی کھاتے رہے اور حکیم صاحب کی باتوں سے بھی لطف انداز ہوتے رہے۔ کچھ دیر بیٹھے پھر اٹھ کر چل دیے۔ گھر پہنچ کر انہیں احساس ہوا کہ وہ تو علاج کی غرض سے گئے تھے۔ یہ کیسا حکیم ہے جس نے نہ تو خود ان کی بیماری کے بارے میں پوچھا اور نہ انہیں ہی موقع دیا کہ کچھ کہہ سکیں۔ طے پایا کہ کل دوبارہ ان کے پاس جائیں گے۔

دوسرے دن مریض مطب میں پہنچے تو حکیم صاحب نے حسب معمول ان کا استقبال کیا، انھیں بٹھایا، مکئی کے بھٹے منگوا کر پیش کیے اور اُنھیں باتوں میں لگا دیا۔ آج کی گفتگو اتنی دلچسپ اور رنگین تھی کہ وہ اس کے سحر میں کھو گئے۔ لطیفے اتنے عمدہ تھے کہ وہ ہنستے ہنستے لوٹ پوٹ ہو گئے۔ پندرہ بیس منٹ کی نشست کے بعد وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور گھر کی راہ لی۔ اپنے ٹھکانے پر پہنچ کر انھیں یاد آیا کہ وہ آج بھی اپنی بیماری بھول گئے ہیں۔ وہ سٹپٹائے کہ عجیب باتونی

حکیم سے پالا پڑا ہے۔ لوگ جسے ''ماہرِ طبّ'' کہتے ہیں اس کے پاس سوائے باتوں کے رکھا ہی کیا ہے۔ سوچا کہ کل آخری بار ان کے پاس جائیں گے اور بیٹھنے سے پہلے اپنی بیماری کا ذکر کریں گے۔ اگر تیسرے دن بھی اس حکیم نے وہی پہلا سلوک روا رکھا تو پھر کبھی نہیں جائیں گے۔

تیسرے دن جب مریض مطب میں پہنچے تو حکیم صاحب نے حسب معمول انھیں بٹھانا چاہا لیکن وہ نہ بیٹھے بلکہ انھوں نے کھڑے کھڑے رونی صورت بنا کر اپنی بیماری کے بارے میں بیان کرنا شروع کر دیا۔ حکیم صاحب نہایت تحمل سے ان کی رام کہانی سُنتے رہے وہ اپنا دکھڑا سُنا چکے تو حکیم صاحب بولے ''دوستو! کیا آپ کی بیماری ابھی باقی ہے؟ میں تو آپ کا علاج کر چکا ہوں''۔ انھوں نے تعجب سے پوچھا ''وہ کیسے؟'' حکیم صاحب نے ان کی حیرت میں اضافہ کرتے ہوئے فرمایا ''میں نے پہلے دن ہی آپ کے چہرے دیکھ کر بیماری کی تشخیص کر لی تھی اور علاج بھی اسی دن سے شروع کر دیا تھا۔ مجھے یقین ہے کہ آپ اپنے آپ کو پہلے سے بہتر محسوس کر رہے ہوں گے'' حکیم صاحب کی بات سن کر دونوں میاں بیوی دنگ رہ گئے کیونکہ وہ محسوس کر رہے تھے کہ بیماری میں کافی حد تک افاقہ ہو چکا ہے، اور اس میں وہ شدت نہیں رہی جو انھیں پریشان کیے رکھتی تھی۔ میاں بیوی کو دیکھتا تھا اور بیوی میاں کو، حکیم صاحب کے ساتھ بات کرنے کے لیے اُن کے پاس الفاظ ہی نہیں تھے۔ ٹک ٹک دیدم، دم نہ کشیدم والا معاملہ تھا۔ آخر انھوں نے ہکلاتے ہوئے پوچھا، ہماری بیماری کیا تھی اور آپ نے علاج کیا کیا ہے؟''

حکیم صاحب نے انھیں بیٹھنے کو کہا۔ معمول کے مطابق مکئی کے بھٹے منگوائے۔ ان کے سامنے رکھے اور فرمایا ''پہلے دن میں نے آپ کے چہرے دیکھ کر اندازہ لگا لیا تھا کہ آپ لوگ مکھن کا استعمال زیادہ کرتے ہیں اس بنا پر آپ کے جسم میں چکنائی کی مقدار معمول سے بڑھ گئی تھی جس سے آپ کو بے چینی محسوس ہوتی تھی۔ اس کا علاج میں نے اس طرح کیا ہے کہ آپ کو دو دن مکئی کے بھٹے کھلائے ہیں۔ لیجیے اس ''دوائی'' کی ایک خوراک آج بھی نوش جان کیجیے، یہ اناج خشک ہوتا ہے۔ اس نے آپ کے جسم میں پہنچ کر فالتو اور زائد چکنائی کو چوس لیا ہے۔ اب آپ مکمل صحت یاب ہو چکے ہیں۔ جائیے اور آئندہ احتیاط کیجیے''۔ سبحان اللہ! طبّ یونانی سے نفرت کرنے والے اور حکیموں کو گھٹیا سمجھنے والے، اس طریقہ علاج کے گن گاتے ہوئے مطب سے نکلے۔

علاج معالجے کا اصول ہی یہی ہے کہ پہلے بیماری کی تشخیص کی جائے پھر اس کے مطابق دوائیں تجویز کی جائیں۔ گزشتہ زمانے کے حکیم تشخیص صحیح کرتے تھے۔ چہرہ، زبان، قارورہ وغیرہ دیکھ کر حتیٰ کہ چال دیکھ کر اور آواز سن کر بھی مرض کا کھوج لگاتے تھے۔ نبض دیکھ کر تو ہر حکیم بیماری معلوم کر لیتا تھا۔ پھر حسب حال و مرض، مناسب اور موزوں دوائیں منتخب کی جاتی تھیں۔ خوراک اور پرہیز کے بارے میں ہدایات ملتی تھیں۔ جن کی پابندی سے امراض کا جڑ سے خاتمہ ہو جاتا تھا۔ اس قدیم طریقۂ علاج کا آج کے جدید ڈاکٹری علاج کے ساتھ مقابلہ کریں اور فیصلہ خود ہی کرتے رہیں کہ کون سا علاج بہتر ہے۔

مولانا عبیداللہ لطیف

مرزا قادیانی اور اس کے پیروکاروں کا نظریۂ حدیث

محترم قارئین! قبل اس کے کہ قادیانیوں کے نظریۂ حدیث پر کچھ عرض کروں مقام حدیث اور حفاظت حدیث پر چند معروضات پیش کرنا چاہتا ہوں تا کہ اصل حقائق کو سمجھنے میں آسانی ہو کیونکہ مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے کہ:

''ان لوگوں کے خیالات کی بناء احادیث موضوعہ پر ہے جو قرآن شریف کی مہر سے خالی ہے مگر ہم قرآن شریف کو ان احادیث کی خاطر نہیں چھوڑ سکتے۔ قرآن شریف بہر حال مقدم ہے بھلا قرآن کو تو آنحضرت نے خود جمع کیا لکھوایا اور پھر نمازوں میں بار بار پڑھ کر سنایا اگر احادیث بھی ویسی ہی ضروری ہیں تو ان میں سے بھی کسی کو اسی طرح جمع کیا اور بار بار سنایا اور دَور کیا۔'' (ملفوظات جلد 3 صفحہ 211)

جہاں تک بات ہے احادیث کو جمع کرنے اور لکھوانے کی تو احادیث کو جمع کرنے اور لکھنے کا حکم۔ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا اور احادیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ہی لکھی جاتی رہیں اور جمع بھی کی گئیں جس کی تفصیل ان شاء اللہ آگے آئے گی۔ اب بات رہ جاتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث کا نمازوں میں دور نہ کیا تو یہ مرزا غلام احمد قادیانی کی جہالت کا اعلیٰ ترین ثبوت ہے کہ جسے بات کرتے ہوئے یہ تک خیال نہیں آیا کہ احادیث تین طرح کی ہوتی ہیں ایک قولی یعنی جو بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی اس فرمان نبوی کو قولی حدیث کہتے ہیں۔ دوسری فعلی یعنی جو کام نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عملاً کر کے دکھایا۔ تیسری حدیث کی وہ قسم ہے کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کسی صحابی نے کوئی عمل کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع نہ فرمایا۔ اس سے ثابت ہوا کہ احادیث قرآن کریم کی تشریح ہیں جن کا نماز میں دور نہ کرنے کو احادیث کی اہمیت کم کرنے کے لیے بطور دلیل پیش کرنا جہالت کے علاوہ کچھ نہیں بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بار بار کسی کام کا حکم دینا اور اس کام کو عملاً کر کے دکھانا ہی احادیث کا دور کہا جا سکتا ہے۔

اب آتے ہیں مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریر کے اس حصے کی طرف جس میں اس نے کہا ہے کہ:

''ان لوگوں کے خیالات کی بناء احادیث موضوعہ پر ہے جو قرآن شریف کی مہر سے خالی ہے''

حالانکہ مرزا غلام احمد قادیانی خود امام مہدی کے بارے میں تمام احادیث کو ضعیف قرار دے چکا ہے چنانچہ وہ اپنی کتاب براہین احمدیہ میں لکھتا ہے کہ:

''جیسا کہ تمام محدثین کہتے ہیں اور میں بھی کہتا ہوں کہ مہدی موعود کے بارے میں جس قدر حدیثیں تمام مجروح اور مخدوش ہیں اور ان میں ایک بھی صحیح نہیں ......مگر دراصل یہ تمام حدیثیں کسی اعتبار کے لائق نہیں۔''

(براہین احمدیہ، حصہ پنجم، مندرجہ روحانی خزائن، جلد 21، صفحہ 356)

اب جبکہ مرزا صاحب خود امام مہدی کے بارے میں تمام احادیث کو ضعیف اور ناقابل اعتبار قرار دے چکے ہیں اور امام مہدی کا ذکر قرآن کریم میں بھی نہیں تو مرزا صاحب کا اپنا دعویٰ مہدویت کس بنا پر ہے؟

محترم قارئین! جیسا کہ احادیث پر مرزا غلام احمد قادیانی کا اعتراض بھی نقل کیا جا چکا ہے اور ویسے بھی جب کبھی کسی منکر حدیث اور قادیانی سے بات ہوتی ہے تو ان کی طرف سے احادیث پر سب سے پہلا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ احادیث تو اڑھائی تین سو سال بعد لکھی گئی ہیں لہٰذا ہم انہیں نہیں مانتے۔ حالانکہ جس طرح قرآن مجید کلام الٰہی ہونے کے سبب حجت ہے اسی طرح صحیح حدیث رسول بھی فرمان نبوی ہونے کے سبب حجت ہے۔ کیونکہ قرآن مقدس کی وضاحت اور تشریح جب تک فرمان نبوی سے نہ کی جائے تو دین اسلام ادھورا رہ جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید کے بارے میں رب کائنات نے فرمایا ہے کہ:

ثُمَّ اِنَّ عَلَینَا بَیَانَہٗ (القیامۃ 19) یعنی پھر اس کو بیان کرنا بھی ہماری ذمہ داری ہے۔ نیز فرمایا:

وَاَنزَلنَآ اِلَیکَ الذِّکرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیھِم (النحل 44)

ترجمہ: اور ہم نے آپ کی طرف ذکر (قرآن مجید) نازل کیا تاکہ آپ لوگوں کے لیے واضح کر دیں جو ان کی طرف نازل کیا گیا۔ اسی طرح حدیث رسول کے حجت ہونے کے بارے میں قرآن مقدس میں ارشاد ہے کہ:

وَمَا اٰتٰکُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوہُ وَمَا نَھٰکُم عَنہُ فَانتَھُوا (الحشر 7)

ترجمہ: اور تمہیں جو کچھ رسول دے لے لو اور جس سے روکے رک جاؤ۔

محترم قارئین! جس طرح رب کائنات نے قرآن مجید کی حفاظت کی ذمہ داری اپنے ذمہ لی ہے اسی طرح قرآن مجید کی وضاحت یعنی حدیث رسول کی حفاظت کی بھی ذمہ داری لی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کے دور میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرآن مجید کو حفظ کرنے کے ساتھ ساتھ احادیث رسول کو بھی حفظ کیا کرتے تھے اور نبی کریم علیہ السلام کے دور میں ہی کتابت حدیث کا کام بھی شروع ہو گیا تھا۔ اسی سلسلہ میں حسن بن عمرو روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اپنے گھر لے گئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کی بہت سی کتابیں دکھائیں اور فرمایا کہ یہ میرے پاس مکتوب ہے۔ (بحوالہ فتح الباری 207/1، تحت حدیث 113)

سنن ابوداؤد میں عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَأَبُوبَکْرِ بْنُ أَبِی شَیْبَۃَ، قَالَا: حَدَّثَنَا یَحْیَی، عَنْ عُبَیْدِ اللَّہِ بْنِ الْأَخْنَسِ، عَنِ الْوَلِیدِ بْنِ عَبْدِ اللَّہِ بْنِ أَبِی مُغِیثٍ، عَنْ یُوسُفَ بْنِ مَاھَکَ، عَنْ عَبْدِ اللَّہِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: کُنْتُ أَکْتُبُ کُلَّ شَیْءٍ أَسْمَعُہُ مِنْ رَسُولِ اللَّہِ صَلَّی اللَّہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أُرِیدُ حِفْظَہُ، فَنَھَتْنِی قُرَیْشٌ، وَقَالُوا: أَتَکْتُبُ کُلَّ شَیْءٍ تَسْمَعُہُ وَرَسُولُ اللَّہِ صَلَّی اللَّہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَشَرٌ یَتَکَلَّمُ فِی الْغَضَبِ وَالرِّضَا؟، فَأَمْسَکْتُ عَنِ الْکِتَابِ، فَذَکَرْتُ ذَلِکَ لِرَسُولِ اللَّہِ صَلَّی اللَّہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَأَوْمَأَ بِأُصْبُعِہِ إِلَی فِیہِ، فَقَالَ: اکْتُبْ، فَوَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِہِ، مَا یَخْرُجُ مِنْہُ إِلَّا حَقٌّ.

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں ہر اس حدیث کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتا یاد رکھنے کے لیے لکھ لیتا، تو قریش کے لوگوں نے مجھے لکھنے سے منع کر دیا، اور کہا: کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر سنی ہوئی بات کو لکھ لیتے ہو؟ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں، غصے اور خوشی دونوں حالتوں میں باتیں کرتے ہیں، تو میں نے لکھنا چھوڑ دیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلی سے اپنے منہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: لکھا کرو، قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس سے حق بات کے سوا کچھ نہیں نکلتا۔ (سنن ابی داؤد کتاب العلم حدیث 3646)

صحابہ کرام کے تحریری مجموعے:

(1) صحیفہ صادقہ:

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کا ہزار احادیث پر مشتمل صحیفہ صادقہ یہ اب مسند احمد میں مکمل طور پر موجود ہے۔ اس صحیفے کی روایت عمرو بن شعیب بن محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عاص کے توسط سے پوری طرح منقول ہے۔ اور اکابر محدثین نے اس روایت پر اعتماد کر کے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔ (تاریخ الحدیث والمحدثین ص 210)

(2) صحیفہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

اس میں صدقات اور زکوٰۃ کے احکامات درج ہیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے یہ صحیفہ پڑھا ہے۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے جب تدوین حدیث کا کام شروع کیا تو یہ صحیفہ انہیں عمر رضی اللہ عنہ کے خاندان سے موصول ہوا۔ (موطا امام مالک ص 109)

(3) صحیفہ عثمان رضی اللہ عنہ

اس صحیفے میں زکوٰۃ کے احکام درج تھے اس کے متعلق امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ کتاب الجہاد میں ابن الحنفیہ سے ایک روایت اس طرح لائے ہیں کہ:

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوقَةَ، عَنْ مُنْذِرٍ، عَنْ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ، قَالَ: لَوْ كَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ذَاكِرًا عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ذَكَرَهُ يَوْمَ جَائَهُ نَاسٌ فَشَكَوْا سُعَاةَ عُثْمَانَ، فَقَالَ لِي عَلِيٌّ: اذْهَبْ إِلَى عُثْمَانَ، فَأَخْبِرْهُ أَنَّهَا صَدَقَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمُرْ سُعَاتَكَ يَعْمَلُونَ فِيهَا فَأَتَيْتُهُ بِهَا، فَقَالَ: أَغْنِهَا عَنَّا، فَأَتَيْتُ بِهَا عَلِيًّا فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: ضَعْهَا حَيْثُ أَخَذْتَهَ.

اگر علی رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ کو برا کہنے والے ہوتے تو اس دن ہوتے جب کچھ لوگ عثمان رضی اللہ عنہ کے عاملوں کی (جو زکوٰۃ وصول کرتے تھے) شکایت کرنے ان کے پاس آئے۔ انہوں نے مجھ سے کہا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جا اور یہ زکوٰۃ کا پروانہ لے جا۔ ان سے کہنا کہ یہ پروانہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لکھوایا ہوا ہے۔ تم اپنے عاملوں کو حکم دو کہ وہ اسی کے مطابق عمل کریں۔ چنانچہ میں اسے لے کر عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور

انہیں پیغام پہنچا دیا' لیکن انہوں نے فرمایا کہ ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں (کیونکہ ہمارے پاس اس کی نقل موجود ہے) میں نے جا کر علی رضی اللہ عنہ سے یہ واقعہ بیان کیا، تو انہوں نے فرمایا کہ اچھا، پھر اس پروانے کو جہاں سے اٹھایا ہے وہیں رکھ دو۔ (صحیح البخاری، کتاب الجھاد، روایت نمبر 3111)

(4) صحیفہ علی رضی اللہ عنہ

اس میں زکوٰۃ، صدقات، دیت، قصاص، حرمت مدینہ، خطبہ حجۃ الوداع اور اسلامی دستور کے نکات درج تھے۔ یہ صحیفہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے محمد بن حنفیہ کے پاس تھا پھر امام جعفر کے پاس آیا اور انہوں نے حارث کو لکھ کر دیا۔

اسی صحیفے کے بارے میں بخاری شریف میں روایت ہے کہ:

حَـدَّثَـنَـا قُتَيْبَةُ بْـنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ عَـلِـيٌّ رَضِـيَ اللَّهُ عَنْهُ: مَا عِنْدَنَا كِتَابٌ نَقْرَؤُهُ إِلَّا كِتَابِ اللَّهِ غَيْرَ هَذِهِ الصَّحِيفَةِ، قَالَ: فَأَخْرَجَهَا فَإِذَا فِيهَـا أَشْيَاءُ مِنَ الْجِرَاحَاتِ وَأَسْنَانِ الْإِبِلِ، قَالَ: وَفِيهَا الْمَدِينَةُ حَرَمٌ مَا بَيْنَ عَيْرٍ إِلَى ثَوْرٍ، فَمَنْ أَحْدَثَ فِيهَـا حَـدَثًـا أَوْ آوَى مُـحْـدِثًـا، فَـعَـلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَـرْفٌ وَلَا عَدْلٌ، وَمَنْ وَالَى قَوْمًا بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيهِ، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ، وَالْمَلَائِكَةِ، وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يُـقْبَـلُ مِـنْـهُ يَـوْمَ الْـقِيَـامَةِ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ، وَذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ وَاحِدَةٌ، يَسْعَى بِهَا أَدْنَاهُمْ، فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ، وَالْمَلَائِكَةِ، وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے پاس کوئی کتاب نہیں ہے جسے ہم پڑھیں، سوا اللہ کی کتاب قرآن کے اور اس کے علاوہ یہ صحیفہ بھی ہے۔ بیان کیا کہ پھر وہ صحیفہ نکالا تو اس میں زخموں (کے قصاص) اور اونٹوں کی زکوٰۃ کے مسائل تھے۔ راوی نے بیان کیا کہ اس میں یہ بھی تھا کہ عیر سے ثور تک مدینہ حرم ہے جس نے اس دین میں کوئی نئی بات پیدا کی یا نئی بات کرنے والے کو پناہ دی تو اس پر اللہ اور فرشتوں اور انسانوں سب کی لعنت ہے اور قیامت کے دن اس کا کوئی نیک عمل مقبول نہ ہوگا اور جس نے اپنے مالکوں کی اجازت کے بغیر دوسرے لوگوں سے موالات قائم کر لی تو اس پر فرشتوں اور انسانوں سب کی لعنت ہے، قیامت کے دن اس کا کوئی نیک عمل مقبول نہ ہوگا اور مسلمانوں کا ذمہ (قول و قرار، کسی کو پناہ دینا وغیرہ) ایک ہے۔ ایک ادنی مسلمان کے پناہ دینے کو بھی قائم رکھنے کی کوشش کی جائے گی۔ پس جس نے کسی مسلمان کی دی ہوئی پناہ کو توڑا، اس پر اللہ کی، فرشتوں اور انسانوں سب کی لعنت ہے قیامت کے دن اس کا کوئی نیک عمل قبول نہیں کیا جائے گا۔ (تدوین حدیث، ''برہان'' دہلی۔ وصحیح بخاری حدیث 6755)

حَـدَّثَـنَـا صَـدَقَةُ بْـنُ الْفَضْلِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ، قَالَ: سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ، قَالَ: سَـمِـعْتُ أَبَا جُحَيْفَةَ، قَالَ: سَأَلْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ مَا لَيْسَ فِي الْقُرْآنِ؟ وَقَالَ مَـرَّةً: مَـا لَيْـسَ عِـنْـدَ النَّاسِ؟، فَقَالَ وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ، وَبَرَأَ النَّسَمَةَ مَا عِنْدَنَا إِلَّا مَا فِي الْقُرْآنِ إِلَّا فَهْـمًـا يُـعْـطَـى رَجُـلٌ فِي كِتَابِهِ وَمَا فِي الصَّحِيفَةِ، قُلْتُ: وَمَا فِي الصَّحِيفَةِ؟ قَالَ: الْعَقْلُ وَفِكَاكُ

الْأَسِيرِ، وَأَنْ لَا يُقْتَلَ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ.

میں نے علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا، کیا آپ کے پاس کوئی ایسی چیز بھی ہے جو قرآن مجید میں نہیں ہے اور ایک مرتبہ انہوں نے اس طرح بیان کیا کہ جو لوگوں کے پاس نہیں ہے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ اس ذات کی قسم جس نے دانے سے کونپل کو پھاڑ کر نکالا ہے اور مخلوق کو پیدا کیا۔ ہمارے پاس قرآن مجید کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ سوا اس سمجھ کے جو کسی شخص کو اس کی کتاب میں دی جائے اور جو کچھ اس صحیفہ میں ہے۔ میں نے پوچھا صحیفہ میں کیا ہے؟ فرمایا خون بہا (دیت) سے متعلق احکام اور قیدی کے چھڑانے کا حکم اور یہ کہ کوئی مسلمان کسی کافر کے بدلہ میں قتل نہیں کیا جائے گا۔ (صحیح البخاری حدیث نمبر 6903)

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ التَّيْمِيُّ، حَدَّثَنِي أَبِي، قَالَ: خَطَبَنَا عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى مِنْبَرٍ مِنْ آجُرٍّ وَعَلَيْهِ سَيْفٌ فِيهِ صَحِيفَةٌ مُعَلَّقَةٌ، فَقَالَ: وَاللَّهِ مَا عِنْدَنَا مِنْ كِتَابٍ يُقْرَأُ إِلَّا كِتَابُ اللَّهِ وَمَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ فَنَشَرَهَا فَإِذَا فِيهَا أَسْنَانُ الْإِبِلِ وَإِذَا فِيهَا الْمَدِينَةُ حَرَمٌ مِنْ عَيْرٍ إِلَى كَذَا فَمَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا وَإِذَا فِيهِ ذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ وَاحِدَةٌ يَسْعَى بِهَا أَدْنَاهُمْ فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا وَإِذَا فِيهَا مَنْ وَالَى قَوْمًا بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا.

علی رضی اللہ عنہ نے ہمیں اینٹ کے بنے ہوئے منبر پر کھڑا ہو کر خطبہ دیا۔ آپ تلوار لیے ہوئے تھے جس میں ایک صحیفہ لٹکا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا: واللہ! ہمارے پاس کتاب اللہ کے سوا کوئی اور کتاب نہیں جسے پڑھا جائے اور سوا اس صحیفہ کے۔ پھر انہوں نے اسے کھولا تو اس میں دیت میں دیئے جانے والے اونٹوں کی عمروں کا بیان تھا۔ (کہ دیت میں اتنی اتنی عمر کے اونٹ دیئے جائیں) اور اس میں یہ بھی تھا کہ مدینہ طیبہ کی زمین عیر پہاڑی سے ثور پہاڑی تک حرم ہے۔ پس اس میں جو کوئی نئی بات (بدعت) نکالے گا اس پر اللہ کی لعنت ہے اور فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی۔ اللہ اس سے کسی فرض یا نفل عبادت کو قبول نہیں کرے گا اور اس میں یہ بھی تھا کہ مسلمانوں کی ذمہ داری (عہد یا امان) ایک ہے اس کا ذمہ داران میں سب سے ادنیٰ مسلمان بھی ہو سکتا ہے پس جس نے کسی مسلمان کا ذمہ توڑا، اس پر اللہ کی لعنت ہے اور فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی۔ اللہ اس کی نہ فرض عبادت قبول کرے گا اور نہ نفل عبادت اور اس میں یہ بھی تھا کہ جس نے کسی سے اپنی والیوں کی اجازت کے بغیر ولاء کا رشتہ قائم کیا اس پر اللہ اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے، اللہ نہ اس کی فرض نماز قبول کرے گا نہ نفل۔ (صحیح البخاری حدیث نمبر 7300)

(5) مسند ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ

اس کے بہت سے نسخے عہد صحابہ میں لکھے گئے تھے اس کی ایک نقل عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے والد عبدالعزیز

بن مروان والیٔ مصر کے پاس تھی عبدالعزیز بن مروان نے کثیر بن مرۃ کو لکھا تھا کہ آپ کے پاس صحابہ کرام کی جتنی مرویات ہیں وہ ہمیں لکھ کر بھیج دیں مگر ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی مرویات بھیجنے کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ پہلے ہی ہمارے پاس موجود ہیں۔(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، 448/77)

(6) صحیفہ ہمام بن منبہ رحمہ اللہ:

ہمام بن منبہ رحمہ اللہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد اور معروف تابعی ہیں انہوں نے ''صحیفہ الصحیحہ'' کے نام سے 138 احادیث پر مشتمل ایک صحیفہ مرتب کیا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس کی تصحیح وتصویب کروائی۔ یادر ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ 58 ہجری میں فوت ہوئے جس کا واضح نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ یہ صحیفہ 58 ہجری سے پہلے ترتیب دیا گیا تھا۔ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کو اس کے دو قلمی نسخے ملے ایک 1933 میں برلن کی کسی لائبریری سے اور دوسرا مخطوطہ دمشق کی ایک لائبریری سے ملا۔ تب انہوں نے ان دونوں نسخوں کا تقابل کر کے 1955ء میں حیدرآباد دکن سے ''صحیفہ ہمام بن منبہ'' کے نام سے شائع کیا اس صحیفے میں کل 138 احادیث ہیں اسی صحیفے کے متعلق معروف عالم دین مولانا عبدالرحمٰن کیلانی صاحب اپنی کتاب آئینہ پرویزیت میں لکھتے ہیں کہ:

''صحیفہ ہمام بن منبہ، جسے ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے حال ہی میں شائع کیا ہے، ہمیں یہ دیکھ کر کمال حیرت ہوتی ہے کہ یہ صحیفہ پورے کا پورا مسند احمد بن حنبل میں مندرج ہے۔ اور بعینہٖ اسی طرح درج ہے جس طرح قلمی نسخوں میں ہے ماسوائے چند لفظی اختلافات کے، جن کا ذکر ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے کر دیا ہے۔ لیکن جہاں تک زبانی روایات کی وجہ سے معنوی تحریف کے امکان کا تعلق ہے، اس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اب دیکھیے احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا سنہ وفات 240ھ ہے۔ بعینہٖ صحیفہ مذکور اور مسند احمد بن حنبل میں تقریباً 200 سال کا عرصہ حائل ہے۔ اور دوسو سال کے عرصے میں صحیفہ ہمام بن منبہ کی روایات زیادہ تر زبانی روایات کے ذریعے ہی امام موصوف تک منتقل ہوتی رہیں۔ اب دونوں تحریروں میں کمال یکسانیت کا ہونا کیا اس بات کا واضح ثبوت نہیں کہ زبانی روایات کا سلسلہ مکمل طور پر قابل اعتماد تھا۔ صحیفہ کی اشاعت اور تقابل کے بعد دو باتوں میں ایک بات بہر حال تسلیم کرنا پڑتی ہے:

(1) زبانی روایات، خواہ ان پر دوسوسال گزر چکے ہوں، قابل اعتماد ہو سکتی ہیں۔

(2) یہ کہ کتابتِ حدیث کا سلسلہ کسی بھی وقت منقطع نہیں ہوا۔'' (آئینۂ پرویزیت، ص:533-534)

جامعۃ الازہر کے معروف عالم ڈاکٹر رفعت فوزی عبدالمطلب اس مطبوعہ صحیفے کی تحقیق، تخریج اور شرح کا کام کر رہے تھے اور وہ آدھا کام کر چکے تھے، حسن اتفاق ایسا ہوا کہ ''دارالکتب المصریہ'' سے ایک اور مخطوطہ ان کے ہاتھ لگ گیا جو سن 557 ہجری کا مکتوب تھا۔ اس مخطوطے میں ان دونوں کے مقابلے میں ایک حدیث زائد ہے اور یہ زائد حدیث مسند احمد میں شامل صحیفے کی احادیث میں بھی موجود ہے۔ اب ڈاکٹر رفعت فوزی نے اسی مصری مخطوطے کو بنیاد بنا کر کام مکمل کیا۔ اسے ''المکتبہ الخانجی'' نے پہلی مرتبہ ستمبر 1985ء (بمطابق محرم الحرام 1406ھ) میں قاہرہ سے شائع کیا۔ صحیفہ ہمام بن منبہ کی 139 احادیث کی تفصیل کچھ یوں ہے:

عقائد وایمانیات......61	عبادات......46	معاملات......9	اخلاق وآداب......17
متفرقات......9	احادیث قدسیہ......12		

(صحیفہ ہمام بن منبہ، حافظ عبداللہ شمیم، ناشر: انصار السنہ پبلیکیشنز لاہور)

اس کی اکثر روایات صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں بھی ملتی ہیں، الفاظ ملتے جلتے ہیں کوئی نمایاں فرق نہیں، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پہلے احادیث نہیں لکھا کرتے تھے، ممکن ہے کہ انہوں نے کتابت حدیث کا یہ سلسلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد شروع کیا، یہ بھی ممکن ہے کہ انہوں نے کسی دوسرے شخص سے احادیث مرتب کرائی ہوں۔

(فتح الباری، ج1،ص274)

اس کے علاوہ صحیفہ انس، خطبہ فتح مکہ (جو حضرت ابوشاہ رضی اللہ عنہ کے لیے لکھا گیا تھا) صحیفہ جابر بن عبداللہ، مرویات ابن عباس، مرویات عائشہ اور صحیفہ عمرو بن حزام (جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کا گورنر مقرر کیا تو انہیں لکھ کر دیا گیا تھا اس صحیفے میں فرائض، سنن، صدقات ودیات اور دیگر 21 فرامین نبویہ شامل ہیں) مزید برآں رسالہ سمرہ بن جندب، رسالہ سعد بن عبادہ اور صحیفہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم جس کے بارے میں ان کے بیٹے عبدالرحمٰن نے حلفاً کہا تھا کہ یہ ان کے باپ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا۔ (جامع بیان العلم 300/11)

یہ تمام صحیفے رسالے اور کتب صحابہ کرام کی تحریریں تھیں جن میں انہوں نے مرفوع احادیث جمع کی تھیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکاروں کا نظریہ حدیث واصول حدیث:

محترم قارئین! جب ہم مرزا غلام احمد قادیانی کے حالات زندگی اور دعوی جات کا جائزہ لیتے ہیں تو واضح ہوتا ہے کہ اس نے گرگٹ کی طرح بے شمار رنگ بدلے ہیں اور کئی قلابازیاں کھائی ہیں۔ کبھی کہا کہ اس کا کوئی استاذ نہیں تو کبھی خود ہی اپنے اساتذہ کے نام بتا دیئے۔ کبھی کہا کہ وہ دعوی نبوت کرنے والے کو کافر سمجھتا ہے تو بعد ازاں خود ہی دعوی نبوت کر دیا۔ کبھی قرآن کریم سے ہی حیات مسیح علیہ السلام کا عقیدہ ثابت کیا تو کبھی اسی عقیدے سے انحراف کرتے ہوئے وفات مسیح کے حق میں ہی قرآن کریم سے دلائل دینے شروع کر دیئے۔ بالکل اسی طرح مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے اصول حدیث اور نظریہ حدیث میں بھی گرگٹ کی طرح کئی رنگ بدلے ہیں اب آپ کے سامنے احادیث کے بارے میں مرزا غلام احمد قادیانی کا پہلا موقف پیش کرتا ہوں چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ:

''ہم اس امر کو بھی اسی محک سے آزمائیں گے کہ وہ حدیث قولی یا فعلی قرآن کریم کی حسب آیۃ فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَ اللّٰہِ وَ اٰیٰتِہٖ یُؤْمِنُوْنَ وہ حدیث قولی یا فعلی قرآن کریم کی کسی صریح اور بین آیت سے مخالف تو نہیں۔ اگر مخالف نہیں ہوگی تو بسروچشم قبول کریں گے اور اگر بظاہر مخالف نظر آئے گی تو ہم فی الوسع اس کی تطبیق اور توفیق کے لیے کوشش کریں گے اور اگر ہم باوجود پوری کوشش کے اس امر کی تطبیق میں ناکام رہیں گے اور صاف صاف کھلے طور پر ہمیں مخالف معلوم ہوگی تو ہم افسوس کے ساتھ اس حدیث کو ترک کر دیں گے۔'' (مباحثہ لدھیانہ، رخ۔ ج4ص13)

''اگر کوئی حدیث بخاری یا مسلم کی ہے لیکن قرآن کریم کے کھلے کھلے منشاء سے برخلاف ہے تو کیا ہمارے لیے یہ

ضروری نہیں ہوگا کہ ہم اس کی مخالفت کی حالت میں قرآن کریم کو مقدم قرار دیں؟ پس آپ کا یہ کہنا کہ احادیث اصول روایت کی رو سے ماننے کے لائق ہیں یہ ایک دھوکہ دینے والا قول ہے۔'' (مباحثہ لدھیانہ، رخ، جلد 4 صفحہ 14)

مزید ایک مقام پر لکھا کہ

''الغرض میرا مذہب یہی ہے کہ البتہ بخاری اور مسلم کی حدیثیں ظنی طور پر صحیح ہیں مگر جو حدیث صریح طور پر ان میں سے مبائن ومخالف قرآن کریم کے واقع ہوگی وہ صحت سے باہر ہوجائے گی۔'' (مباحثہ لدھیانہ، رخ، ج4 ص15)

محترم قارئین! مرزا غلام احمد قادیانی کی مندرجہ بالا تحریروں سے واضح ہوگیا کہ وہ جس حدیث کو بظاہر قرآن کریم کے خلاف پائے گا خواہ اس کی سند کیسی ہی ہو اسے ضعیف اور موضوع قرار دے کر ترک کر دے گا۔ اب میرا احادیث کے بارے میں مرزا قادیانی کا مذہب اختیار کرنے والوں اور منکرین حدیث سے سوال ہے کہ اللہ تعالی قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیکُمُ المَیتَۃَ وَالدَّمَ وَلَحمَ الخِنزِیرِ وَمَآ اُھِلَّ بِہٖ لِغَیرِ اللّٰہِ فَمَنِ اضطُرَّ غَیرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثمَ عَلَیہِ اِنَّ اللّٰہَ غَفُورٌ رَّحِیمٌ

تم پر مُردہ اور خون اور سور کا گوشت اور ہر وہ چیز جس پر اللہ کے سوا دوسروں کا نام پکارا گیا ہو حرام ہے پھر جو مجبور ہو جائے اور وہ حد سے بڑھنے والا اور زیادتی کرنے والا نہ ہو، اس پر ان کے کھانے میں کوئی گناہ نہیں، اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والا مہربان ہے۔

اس آیت مبارکہ کی رو سے مردہ جانور کا گوشت تو حرام ہے لیکن اس واضح حکم کے باوجود قادیانی حضرات اور منکرین حدیث مچھلی کا گوشت کیوں کھاتے ہیں؟ اسی طرح مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکار اپنی طرف سے قرآن کریم سے وفات مسیح ثابت کرتے ہیں اگر وفات مسیح قرآن سے ثابت ہے تو پھر نزول مسیح کی احادیث تو صریحا قرآن کریم کے خلاف قرار پاتی ہیں تو پھر مرزا قادیانی کا دعویٰ مسیحیت کس بنیاد پر ہے؟

محترم قارئین! اسی طرح مرزا غلام احمد قادیانی دیگر منکرین حدیث کی مانند نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر جادو کا اثر ہونے سے نہ صرف انکاری ہے بلکہ جو اس بات کے قائل ہیں انہیں ظالم اور کافر قرار دیتا ہے چنانچہ مرزا قادیانی کے ملفوظات پر مشتمل کتاب میں موجود ہے کہ:

''ایک شخص نے سوال کیا کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر کافروں نے جو جادو کیا تھا اس کی نسبت آپ کا کیا خیال ہے؟ حضرت اقدس نے فرمایا! جادو بھی شیطان کی طرف سے ہوتا ہے رسولوں اور نبیوں کی یہ شان نہیں ہوتی کہ ان پر جادو کا کچھ اثر ہو بلکہ ان کو دیکھ کر جادو بھاگ جاتا ہے جیسے کہ خدا تعالی نے فرمایا **لا یفلح السّٰحر حیث اتٰـــی** (طہ) دیکھو حضرت موسیٰ کے مقابل پر جادو تھا آخر موسیٰ غالب ہوا کہ نہیں؟ یہ بات بالکل غلط ہے کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مقابلہ میں (معاذ اللہ) جادو غالب آ گیا۔ ہم اس کو کبھی نہیں مان سکتے۔ آنکھ بند کر کے بخاری اور مسلم کو مانتے جانا یہ ہمارے مسلک کے برخلاف ہے۔ یہ تو عقل بھی تسلیم نہیں کر سکتی کہ ایسے عالی شان نبی پر جادو اثر

کرگیا ہو، ایسی ایسی باتیں کہ اس جادو سے (معاذ اللہ) آنحضرتؐ کا حافظہ جاتا رہا یہ ہو گیا اور وہ ہو گیا کسی صورت میں صحیح نہیں ہوسکتیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی خبیث آدمی نے اپنی طرف سے ایسی باتیں ملا دی ہیں۔ گو ہم نظرِ تہذیب سے احادیث کو دیکھتے ہیں، لیکن جو حدیث قرآن کریم کے برخلاف، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عصمت کے برخلاف ہو، اس کو ہم کب مان سکتے ہیں۔ اُس وقت احادیث جمع کرنے کا وقت تھا گو انہوں نے سوچ سمجھ کر احادیث کو درج کیا تھا۔ مگر پوری احتیاط سے کام نہیں لے سکے۔ وہ جمع کرنے کا وقت تھا۔ لیکن اب نظر اور غور کرنے کا وقت ہے۔ آثار نبی جمع کرنا بڑے ثواب کا کام ہے لیکن یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جمع کرنے والے خوب غور سے کام نہیں لے سکتے۔ اب ہر ایک کو اختیار ہے کہ خوب غور اور فکر سے کام لے جو ماننے والی ہو وہ مانے اور جو چھوڑنے والی ہو وہ چھوڑ دے۔ ایسی بات ہے تو آنحضرت صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّم پر (معاذ اللہ) جادو کا اثر ہو گیا تھا اس سے تو ایمان اٹھ جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِذ يَقُولُ الظّٰلِمُونَ اِن تَتَّبِعُونَ اِلَّا رَجُلًا مَّسحُورًا (بنی اسرائیل: 47) ایسی ایسی باتیں کہنے والے تو ظالم ہیں نہ مسلمان یہ تو بے ایمانوں اور ظالموں کا قول ہے کہ آنحضرت صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّم پر (معاذ اللہ) سحر اور جادو ہو گیا تھا اتنا نہیں سوچتے جب (معاذ اللہ) آنحضرت صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّم کا یہ حال ہے تو پھر امت کا کیا ٹھکانہ؟ وہ تو پھر غرق ہو گئی معلوم نہیں ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ جس معصوم نبی کو تمام انبیاء مس شیطان سے پاک سمجھتے آئے ہیں ان کی شان میں ایسے ایسے الفاظ بولتے ہیں۔'' (ملفوظات جلد 5 صفحہ 349,348)

قارئین کرام! مرزا صاحب نے اپنی اس تحریر میں تین طرح سے دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے:

نمبر (1): یہ کہہ کر کہ ''جادو بھی شیطان کی طرف سے ہوتا ہے رسولوں اور نبیوں کی یہ شان نہیں ہوتی کہ ان پر جادو کا کچھ اثر ہو بلکہ ان کو دیکھ کر جادو بھاگ جاتا ہے جیسے کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا لا يفلح السّٰحِر حيث اتٰی (طٰہٰ) دیکھو حضرت موسیٰ کے مقابل پر جادو تھا آخر موسیٰ غالب ہوا کہ نہیں؟ یہ بات بالکل غلط ہے کہ آنحضرت صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّم کے مقابلہ میں (معاذ اللہ) جادو غالب آ گیا۔ ہم اس کو کبھی نہیں مان سکتے۔''

حالانکہ نہ تو حدیث میں کہیں یہ لکھا ہے کہ جادوگر نبی صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّم پر غالب آ گئے تھے اور نہ ہی کسی محدث یا مسلم عالم کا یہ عقیدہ ہے کہ شیطان نبی صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّم پر غالب آیا بلکہ یہ مرزا صاحب نے نہ صرف سراسر بہتان لگایا بلکہ دھوکہ دینے کی بھی کوشش کی ہے اگر ہم موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ پڑھیں تو اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ

قَالُوا يٰمُوسٰی اِمَّا اَن تُلقِیَ وَاِمَّا اَن نَّكُونَ اَوَّلَ مَن اَلقٰی. قَالَ بَل اَلقُوا فَاِذَا حِبَالُهُم وَعِصِيُّهُم يُخَيَّلُ اِلَيهِ مِن سِحرِهِم اَنَّهَا تَسعٰی. فَاَوجَسَ فِی نَفسِهٖ خِيفَةً مُّوسٰی. قُلنَا لَا تَخَف اِنَّکَ اَنتَ الاَعلٰی. وَاَلقِ مَا فِی يَمِينِکَ تَلقَف مَا صَنَعُوا اِنَّمَا صَنَعُوا كَيدُ سٰحِرٍ وَلَا يُفلِحُ السَّاحِرُ حَيثُ اَتٰی (سورۃ طٰہٰ آیت نمبر 65 تا 69)

ترجمہ: جادوگر بولے: موسیٰ! یا تو تم (اپنی لاٹھی پہلے) ڈال دو، یا پھر ہم ڈالنے میں پہل کریں؟ موسیٰ نے کہا: نہیں، تم ہی ڈالو بس پھر اچانک ان کی (ڈالی ہوئی) رسیاں اور لاٹھیاں ان کے جادو کے نتیجے میں موسیٰ کو ایسی محسوس

ہونے لگیں جیسے دوڑ رہی ہیں۔اس پر موسیٰ کو اپنے دل میں کچھ خوف محسوس ہوا۔ہم نے کہا: ڈرو نہیں، یقین رکھوتم ہی سر بلند رہو گے اور جو (لاٹھی) تمہارے دائیں ہاتھ میں ہے، اسے (زمین پر) ڈال دو، ان لوگوں نے جو کاریگری کی ہے، وہ اس سب کو نگل جائے گی۔ان کی ساری کاریگری ایک جادوگر کے کرتب کے سوا کچھ نہیں، اور جادوگر چاہے کہیں چلا جائے، اسے فلاح نصیب نہیں ہوتی۔

محترم قارئین! قرآن کریم سے ثابت ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام پر نہ صرف جادوگروں کے جادو کا اثر ہوا بلکہ ان رسیوں کو سانپوں کی شکل میں دیکھ کر خوفزدہ بھی ہوئے لیکن اس جنگ میں آخر کار موسیٰ علیہ السلام ہی غالب ہوئے بالکل اسی طرح نبی مکرم شفیع معظم جناب محمد رسول اللہ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّم پر جادو کا کچھ اثر ہوا اور آخر کار غالب محمد رسول اللہ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّم ہی ہوئے نہ کہ جادوگر۔اگر وقتی اثر کو غالب ہونا تسلیم کریں تو قرآن کریم کی بھی نفی ہوتی ہے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام پر جادوگروں کے جادو کا اثر ہونے کے باجود اللہ تعالیٰ فرمار ہا ہے کہ

وَ اَلْقِ مَا فِی یَمِیْنِکَ تَلْقَف مَا صَنَعُوا اِنَّمَا صَنَعُوا کَیْدُ سٰحِرٍ وَ لَا یُفلِحُ السَّاحِرُ حَیثُ اَتٰی

اور جو (لاٹھی) تمہارے دائیں ہاتھ میں ہے، اسے (زمین پر) ڈال دو، ان لوگوں نے جو کاریگری کی ہے، وہ اس سب کو نگل جائے گی۔ان کی ساری کاریگری ایک جادوگر کے کرتب کے سوا کچھ نہیں، اور جادوگر چاہے کہیں چلا جائے، اسے فلاح نصیب نہیں ہوتی۔

ایک اور مثال سے سمجھاتا ہوں کہ مشرکین اور کفار بھی تو جادوگروں کی طرح شیطان کے ہی آلہ کار ہوتے ہیں اور غزوہ احد میں ایک وقت یہ بھی آیا کہ مشرکین وقتی طور پر کسی حد تک مسلمانوں پر غالب ہوئے یہاں تک کہ نبی صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّم کے دانت مبارک بھی شہید ہوئے اس کے باوجود آخر کار مسلمان ہی فتح یاب ہوئے اور کافر مغلوب تو کیا اب ہم یہ سمجھیں کہ شیطان کے آلہ کار نبی صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّم پر غالب آ گئے تھے اگر ہم اس موقع پر کافروں کو غالب نہیں کہہ سکتے تو وقتی طور پر جادو کا اثر ہونے کی بنا پر کیونکر جادوگر کو غالب قرار دے سکتے ہیں جب کہ آخری فتح تو نبی صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّم ہی کی ہوئی۔کیونکہ اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے نہ صرف جادو کرنے والے کے بارے میں آگاہ فرمایا بلکہ جادو کا علاج بھی بتادیا تاکہ قیامت تک کے لیے لوگ شیطان کے شر سے محفوظ رہ سکیں۔

نمبر(2): مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ ''ایسی بات ہے تو آنحضرت صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّم پر (معاذ اللہ) جادو کا اثر ہو گیا تھا اس سے تو ایمان اٹھ جاتا ہے۔خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِذ یَقُولُ الظّٰلِمُونَ اِن تَتَّبِعُونَ اِلَّا رَجُلاً مَّسحُورًا (بنی اسرائیل:47) ایسی ایسی باتیں کہنے والے تو ظالم ہیں نہ مسلمان یہ تو بے ایمانوں اور ظالموں کا قول ہے کہ آنحضرت صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّم پر (معاذ اللہ) سحر اور جادو ہو گیا تھا اتنا نہیں سوچتے جب (معاذ اللہ) آنحضرت صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّم کا یہ حال ہے تو پھر امت کا کیا ٹھکانہ؟''

محترم قارئین! سورۃ بنی اسرائیل کی جس آیت کا مرزا غلام احمد قادیانی نے حوالہ دے کر نبی صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّم پر جادو کا اثر ہونے کے قائلین کو بے ایمان اور ظالم قرار دیا ہے وہ سورۃ مکی ہے اور مشرکین مکہ نبی صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّم پر

طنز کرتے ہوئے کبھی کہتے کہ یہ ساحر ہے اور کبھی کہتے مسحور ہے اور کبھی کہتے کاہن ہے اور کبھی شاعر انہی باتوں کی نفی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

اِنَّہٗ لَقَوۡلُ رَسُوۡلٍ کَرِیۡمٍ. وَّمَا ھُوَ بِقَوۡلِ شَاعِرٍ قَلِیۡلًا مَّا تُؤۡمِنُوۡنَ وَلَا بِقَوۡلِ کَاھِنٍ قَلِیۡلًا مَّا تَذَکَّرُوۡنَ تَنۡزِیۡلٌ مِّنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ (سورۃ الحاقہ: آیت نمبر 69 تا 72)

ترجمہ: کہ یہ (قرآن) ایک معزز پیغام لانے والے کا کلام ہے، اور یہ کسی شاعر کا کلام نہیں ہے۔ (مگر) تم ایمان تھوڑا ہی لاتے ہو، اور نہ یہ کسی کاہن کا کلام ہے۔ (مگر) تم سبق تھوڑا ہی لیتے ہو۔ یہ کلام تمام جہانوں کے پروردگار کی طرف سے اتارا جا رہا ہے

اور کبھی مشرکین مکہ کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

وَ قَالَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا اِنۡ ھٰذَا اِلَّا اِفۡکُ ِۨافۡتَرٰہُ وَاَعَانَہٗ عَلَیۡہِ قَوۡمٌ اٰخَرُوۡنَ فَقَدۡ جَآءُوۡ ظُلۡمًا وَّ زُوۡرًا

اور جن لوگوں نے کفر اپنالیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ: یہ (قرآن) تو کچھ بھی نہیں، بس ایک من گھڑت چیز ہے جو اس شخص نے گھڑ لی ہے، اور اس کام میں کچھ اور لوگ بھی اس کے مددگار بنے ہیں۔ اس طرح (یہ بات کہہ کر) یہ لوگ بڑے ظلم اور کھلے جھوٹ پر اتر آئے ہیں۔

وَ قَالُوۡۤا اَسَاطِیۡرُ الۡاَوَّلِیۡنَ اکۡتَتَبَھَا فَھِیَ تُمۡلٰی عَلَیۡہِ بُکۡرَۃً وَّ اَصِیۡلًا

اور کہتے ہیں کہ: یہ تو پچھلے لوگوں کی لکھی ہوئی کہانیاں ہیں جو اس شخص نے لکھوالی ہیں، اور صبح و شام وہی اس کے سامنے پڑھ کر سنائی جاتی ہیں۔

قُلۡ اَنۡزَلَہُ الَّذِیۡ یَعۡلَمُ السِّرَّ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ اِنَّہٗ کَانَ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا

کہہ دو کہ: یہ کلام تو اس (اللہ) نے نازل کیا ہے جو ہر بھید کو پوری طرح جانتا ہے، آسمانوں میں بھی، زمین میں بھی۔ بیشک وہ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔

وَقَالُوۡا مَالِ ھٰذَا الرَّسُوۡلِ یَاۡکُلُ الطَّعَامَ وَیَمۡشِیۡ فِی الۡاَسۡوَاقِ لَوۡلَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡہِ مَلَکٌ فَیَکُوۡنَ مَعَہٗ نَذِیۡرًا

اور یہ کہتے ہیں کہ: یہ کیسا رسول ہے جو کھانا بھی کھاتا ہے، اور بازاروں میں بھی چلتا پھرتا ہے؟ اس کے پاس کوئی فرشتہ کیوں نہیں بھیجا گیا جو اس کے ساتھ رہ کر لوگوں کو ڈراتا؟

اَوۡ یُلۡقٰۤی اِلَیۡہِ کَنۡزٌ اَوۡ تَکُوۡنُ لَہٗ جَنَّۃٌ یَّاۡکُلُ مِنۡھَا وَقَالَ الظّٰلِمُوۡنَ اِنۡ تَتَّبِعُوۡنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسۡحُوۡرًا

یا اس کے اوپر کوئی خزانہ ہی آپڑتا، یا اس کے پاس کوئی باغ ہوتا جس میں سے یہ کھایا کرتا۔ اور یہ ظالم (مسلمانوں سے) کہتے ہیں کہ: تم جس کے پیچھے چل رہے ہو، وہ اور کچھ نہیں، بس ایک شخص ہے جس پر جادو ہو گیا ہے۔

اُنۡظُرۡ کَیۡفَ ضَرَبُوۡا لَکَ الۡاَمۡثَالَ فَضَلُّوۡا فَلَا یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ سَبِیۡلًا

(اے پیغمبر!) دیکھو ان لوگوں نے تمہارے بارے میں کیسی کیسی باتیں بنائی ہیں، چنانچہ ایسے بھٹکے ہیں کہ راستے پر آنا ان کے بس سے باہر ہے۔ (سورۃ الفرقان: آیت نمبر 4 تا 9)

محترم قارئین جب بھی کسی نبی نے اپنی دعوت پیش کی اور معجزات دکھائے تو مخالفین نے انہیں کبھی جادوگر کہا تو کبھی جادوزدہ کبھی کاہن کہا تو کبھی شاعر ہونے کا جھوٹا الزام لگایا یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالی نے جھوٹا الزام لگانے اور طنز کرنے کی وجہ سے انہیں ظالم اور بے ایمان کہا نہ کہ حقیقت میں جادو کا اثر ہونے کے قائل ہونے پر۔

محترم قارئین! جب موسیٰ علیہ السلام پر جادو کا اثر ہوا تو اللہ تعالی نے فرمایا کہ

قَالَ بَل اَلقُوا فَاِذَا حِبَالُهُم وَ عِصِيُّهُم يُخَيَّلُ اِلَيهِ مِن سِحرِهِم اَنَّهَا تَسعٰى.

موسیٰ نے کہا: نہیں، تم ہی ڈالو بس پھر اچانک ان کی (ڈالی ہوئی) رسیاں اور لاٹھیاں ان کے جادو کے نتیجے میں موسیٰ کو ایسی محسوس ہونے لگیں جیسے دوڑ رہی ہیں۔

یعنی مندرجہ بالا آیت میں موسیٰ علیہ السلام کے لیے اللہ تعالی نے يُخَيَّلُ اِلَيه کے الفاظ استعمال کیے اور بالکل اسی طرح صحیح بخاری کی حدیث میں بھی نبی صَلَّى اللّٰہُ عَلَيهِ وَسَلَّم کے لیے جادو کے اثر کے طور پر يُخَيَّلُ اِلَيه کے الفاظ آئے ہیں اگر موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں قرآن کریم کے ان الفاظ کے استعمال کرنے سے موسیٰ علیہ السلام رَجُلًا مَّسحُورًا قرار نہیں پاتے تو حدیث میں وہی الفاظ پیش کرنے پر نبی صَلَّى اللّٰہُ عَلَيهِ وَسَلَّم کیسے رَجُلًا مَّسحُورًا قرار پاسکتے ہیں۔

محترم قارئین! جادو کے حوالے سے آخری بات یہ کہ اللہ تعالی نے نبی صَلَّى اللّٰہُ عَلَيهِ وَسَلَّم کی زندگی کو اسوہ حسنہ قرار دیا ہے اور فرمایا کہ

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا

حقیقت یہ ہے کہ تمہارے لیے رسول اللہ (صَلَّى اللّٰہُ عَلَيهِ وَسَلَّم) کی ذات میں ایک بہترین نمونہ ہے، ہر اُس شخص کے لیے جو اللہ سے اور یومِ آخرت سے اُمید رکھتا ہو، اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہو۔

اور نبی صَلَّى اللّٰہُ عَلَيهِ وَسَلَّم صاحب شریعت رسول بھی ہیں تو جادو کے علاج کے حوالے سے امت کی رہنمائی کے لیے اللہ تعالی نے ایسے اسباب پیدا کیے جن سے امت پر جادو کا علاج واضح ہوگیا اور جادو کے علاج کے سلسلے میں عملی نمونہ پیش کر دیا گیا تا کہ امت جعلی پیروں اور تعویز گنڈوں سے بچ سکے۔ اور یہ ایسے وقت میں ہوا جب لوگوں کو یقین ہوگیا کہ حقیقت میں رسول اللہ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيهِ وَسَلَّم پر وحی نازل ہوتی ہے نہ کہ یہ کسی قسم کے جادو کا اثر۔

محترم قارئین! ایک طرف تو مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ اصول بیان کیا کہ جو حدیث قرآن کے خلاف ہوگی اسے قبول نہیں کیا جائے گا تو دوسری طرف ایک اور اصول بھی پیش کر دیا ملاحظہ فرمائیں مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے کہ

''اہل ولایت بذریعہ کشف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے احکام پوچھتے ہیں اور ان میں سے جب کسی کو کسی واقعہ میں حدیث کی حاجت پڑتی ہے تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوجاتا ہے۔ پھر جبرائیل علیہ السلام نازل ہوتے ہیں اور آنحضرت جبرائیل سے وہ مسئلہ جس کی ولی کو حاجت ہوتی ہے پوچھ کر اس ولی کو بتا دیتے ہیں یعنی ظلی طور پر وہ مسئلہ بہ نزول جبرائیل منکشف ہوجاتا ہے، پھر شیخ ابن عربی نے فرمایا ہے کہ ہم اس طریق سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث کی تصحیح کرا لیتے ہیں بہتیری حدیثیں ایسی ہیں جو محدثین کے نزدیک صحیح

ہیں اور وہ ہمارے نزدیک صحیح نہیں اور بہتیری حدیثیں موضوع ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے بذریعہ کشف صحیح ہو جاتی ہیں۔'' (رخ، ج3 ص177، 178)

ایک اور مقام پر مرزا غلام احمد قادیانی رقمطراز ہے کہ

''میرا یہ بھی مذہب ہے کہ اگر کوئی امر خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھ پر ظاہر کیا جاتا ہے مثلاً کسی حدیث کی صحت یا عدم صحت کے متعلق تو گو علمائے ظواہر اور محدثین اس کو موضوع یا مجروح ٹھہراویں مگر میں اس کے مقابل اور معارض کی حدیث کو موضوع کہوں گا اگر خدا تعالیٰ نے اس کی صحت مجھ پر ظاہر کر دی ہے جیسے لَا مَھْدِیُ اِلَّا عِیْسٰی والی حدیث ہے محدثین اس پر کلام کرتے ہیں مگر مجھ پر خدا تعالیٰ نے یہی ظاہر کیا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور یہ میرا مذہب میرا ہی ایجاد کردہ مذہب نہیں بلکہ خود یہ مسلّم مسئلہ ہے کہ اہلِ کشف یا اہلِ الہام لوگ محدثین کی تنقید حدیث کے محتاج اور پابند نہیں ہوتے۔'' (ملفوظات مرزا غلام احمد قادیانی جلد2 صفحہ 45 طبع چہارم)

لیجیے قارئین! مرزا صاحب اور اس کے پیروکار تو محدثین کی جرح سے تو آزاد ہو ہی گئے ہیں۔ اسی تناظر میں چند اور حوالہ جات پیش کر کے آگے بڑھتے ہیں چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی کا بیان ہے کہ

''دوسری وجہ سلب ایمان کی یہ ہوتی ہے کہ ولی اللہ خدا تعالیٰ کے مقرب ہوتے ہیں کیونکہ ولی کے معنی قریب کے ہیں۔ یہ لوگ گویا اللہ تعالیٰ کو سامنے دیکھتے ہیں اور دوسرے لوگ ایک محجوب کی طرح ہوتے ہیں جن کے سامنے ایک دیوار حائل ہو۔ اب یہ دونوں کیسے برابر ہو سکتے ہیں کیونکہ ایک تو ان میں سے ایسا ہے جس کے سامنے کوئی پردہ ہی نہیں ہے۔ اسے سب کچھ روشن نظر آتا ہے وہ جو کچھ بیان کرتا وہ حقائق اور معارف ہوتے ہیں وہ احادیث شریفہ کی جو تاویل کرتا ہے وہ صحیح ہوتی ہے کیونکہ وہ براہ راست بھی آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے سن لیتا ہے اور اس طرح وہ اس کی اپنی روایت ہوتی ہے حالانکہ دوسرے لوگوں کو تیرہ سو برس کے وسائط سے کہنا پڑتا ہے پھر ان ہر دو میں کیا نسبت ہو سکتی ہے۔'' (ملفوظات جلد اول صفحہ 230 طبع جدید)

ایک اور مقام پر مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ

''یہ پکی بات ہے کہ آنے والا اسی امت سے ہوگا اور حدیث علماء امّتی کانبیاء بنی اسرائیل سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ایک شخص مثیلِ مسیح بھی تو ہو۔ اگر چہ محدثین اس حدیث کی صحت پر کلام کرتے ہیں مگر اہل کشف کی یہ بات مانی ہوئی ہے کہ وہ اپنے کشف سے بعض احادیث کی صحت کر لیتے ہیں جو محدثین کے نزدیک صحیح نہ ہوں اور بعض کو غیر صحیح قرار دے سکتے ہیں۔ یہ حدیث اہل کشف نے جن میں روحانیت اور تصفیہ قلب ہوتا ہے صحیح بیان کی ہے۔'' (ملفوظات جلد سوم صفحہ 97 طبع جدید)

محترم قارئین! تمام تر تلاش بسیار کے باوجود بندہ ناچیز کو کسی بھی محدث کی ایسی کوئی تحریر نہیں مل سکی جس میں محدثین نے مرزا غلام احمد قادیانی کے بیان کردہ اس اصول کو درست تسلیم کیا ہو کہ اہل کشف محدثین کی جرح کے پابند نہیں ہوتے بلکہ براہ راست نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے احادیث کی صحت کے بارے میں پوچھ لیتے ہیں اس لیے میں

یہ سمجھنے میں حق بجانب ہوں کہ مندرجہ بالاتحریر میں مرزا قادیانی نے محدثین کی طرف بھی ایک جھوٹ منسوب کیا ہے۔

محترم قارئین! ایک طرف تو مرزا صاحب خود کو اہل کشف قرار دیتے ہوئے احادیث کی پرکھ کے محدثین کے پیش کردہ اصول وضوابط سے قرار دیتے ہیں تو دوسری طرف خود کو حکم وعدل قرار دیتے ہوئے موصوف کہتے ہیں کہ:

''جب مدت دراز گزر جاتی ہے اور غلطیاں پڑ جاتی ہیں تو خدا ایک حکم مقرر کرتا ہے جو ان غلطیوں کی اصلاح کرتا ہے۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم حضرت مسیحؑ کے سات سو برس بعد آئے اس وقت ساتویں صدی میں ضرورت پڑی تو کیا اب چودہویں صدی میں بھی ضرورت نہ پڑتی اور پھر جس حال میں کہ ایک ملہم ایک صحیح حدیث کو وضعی اور وضعی کو صحیح بذریعہ الہام قرار دے سکتا ہے اور یہ اصول ان لوگوں (محدثین) کا مسلم ہے تو پھر حکم کو کیوں اختیار نہیں ہے؟ ایک حدیث کیا اگر وہ ایک لاکھ حدیث بھی پیش کریں تو ان کی پیش کب چل سکتی ہے؟'' (ملفوظات جلد سوم صفحہ 277,276 طبع جدید)

مزید ایک مقام پر لکھا کہ:

''اہل کشف جو لوگ ہوتے ہیں وہ احادیث کی صحت کے لیے محدثین کے اصول تنقید احادیث کے پابند نہیں ہوتے بلکہ وہ بعض اوقات ایک صحیح حدیث کو ضعیف ٹھہرا سکتے ہیں یا ضعیف کو صحیح کیونکہ وہ براہ راست اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے اطلاع پاتے ہیں جب یہ بات ہے تو پھر مسیح موعود جو حکم ہو کر آئے گا کیا اس کو یہ حق نہ ہوگا کہ وہ احادیث کی صحت اس طریق پر کر سکے؟'' (ملفوظات جلد دوم صفحہ 378 طبع جدید)

مرزا غلام احمد قادیانی مزید ایک مقام پر کہتا ہے کہ:

''میری حیثیت ایک معمولی مولوی کی حیثیت نہیں ہے بلکہ میری حیثیت سنن انبیاء کی سی حیثیت ہے۔ مجھے ایک سماوی آدمی مانو پھر یہ سارے جھگڑے اور تمام نزاعین جو مسلمانوں میں پڑی ہوئی ہیں ایک دم میں طے ہو سکتی ہیں جو خدا کی طرف سے مامور ہو کر حکم بن کر آیا ہے جو معنی قرآن شریف کے وہ کرے گا وہی صحیح ہوں گے اور جس حدیث کو وہ صحیح قرار دے گا وہی حدیث صحیح ہوگی۔'' (ملفوظات جلد اول صفحہ 399)

محترم قارئین! اب آپ کے سامنے مرزا غلام احمد قادیانی کا ایک اور بیان پیش کیے دیتا ہوں جس میں موصوف اہل کشف کا براہ راست نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے احادیث سننے کا عقیدہ پیش کر رہے ہیں اور احادیث بھی وہ جو کسی بھی احادیث کی کتاب میں موجود نہ ہوں چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے کہ:

''بعض اہل کشف آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے براہ راست ایسی احادیث سنتے ہیں جو دوسروں معلوم نہیں ہوتیں یا موجودہ احادیث کی تصدیق کر لیتے ہیں۔'' (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 647 طبع جدید)

محترم قارئین! مرزا غلام احمد قادیانی نے احادیث نبویہ کے حوالے سے لاتعداد من گھڑت روایات پیش کر کے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرف منسوب کیا ہے شاید لوگوں کی طرف سے ان احادیث کے ثبوت طلب کرنے سے بچنے کے لیے یہ اصول وضع کر لیا کہ اہل کشف براہ راست نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے ایسی احادیث سن لیتے ہیں جو

دوسروں کو معلوم نہیں ہوتیں۔

محترم قارئین! مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف سے بیان کیا گیا ایک اور اصول حدیث ملاحظہ کریں چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ:

''ہمارے نزدیک تین چیزیں ہیں ایک کتاب اللہ اور دوسرے سنت یعنی رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا عمل اور تیسرے حدیث۔ ہمارے مخالفوں نے دھوکہ کھایا ہے کہ سنت اور حدیث کو باہم ملایا ہے ہمارا مذہب حدیث کے متعلق یہی ہے کہ جب تک وہ قرآن اور سنت کے صریح مخالف اور معارض نہ ہو اس کو چھوڑنا نہیں چاہیے خواہ وہ محدثین کے نزدیک ضعیف سے ضعیف کیوں نہ ہو۔ پس حدیث کو قرآن پر قاضی بنانے میں اہل حدیث نے سخت غلطی کھائی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اپنی موٹی عقل کی وجہ سے اگر کوئی چیز قرآن میں نہ ملے تو اس کو سنت میں دیکھو اور تعجب کی بات یہ ہے کہ جن باتوں میں ان لوگوں نے قرآن کی مخالفت کی ہے خود ان میں اختلاف ہے ان کی افراط وتفریط نے ہم کو سیدھی اور اصل راہ دکھا جیسے یہودیوں اور عیسائیوں کی افراط اور تفریط نے اسلام بھیج دیا۔ پس حق بات یہی ہے کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنی سنت کے ذریعہ تواتر دکھا دیا ہے اور حدیث ایک تاریخ ہے اس کو عزت دینی چاہیے سنت کا آئینہ حدیث ہے۔ یقین پر ظن کبھی قاضی نہیں ہوتا کیونکہ ظن میں احتمال کذب کا ہے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک قابل قدر ہے انہوں نے قرآن کو مقدم رکھا ہے۔'' (ملفوظات جلد دوم صفحہ 445 طبع جدید)

اسی طرح ایک اور مقام پر مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ ''اصل میں تین چیزیں ہیں قرآن، سنت اور احادیث قرآن خدا تعالی کی پاک وحی ہے جو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر نازل ہوئی اور سنت وہ اسوۂ حسنہ ہے جو آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اس وحی کے موافق قائم کر کے دکھایا قرآن اور سنت یہ دونوں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے کام تھے ان کو پہنچا دیا جائے اور یہی وجہ ہے کہ جب تک احادیث جمع نہیں ہوئی تھیں اس وقت تک بھی شعائر اسلام کی بجا آوری برابر ہوتی رہی ہے۔ اب دھوکہ یہ لگا ہے کہ یہ لوگ احادیث اور سنت کو ایک کر دیتے ہیں حالانکہ یہ ایک چیز نہیں ہے۔ پس احادیث کو جب تک قرآن اور سنت کے معیار پر پرکھ نہ لیں ہم کسی درجہ پر رکھ نہیں سکتے۔ لیکن یہ ہمارا مذہب ہے کہ ادنی سے ادنی حدیث بھی جو اصول حدیث کی رو سے کیسی ہی کمزور اور ضعیف ہو لیکن قرآن یا سنت کے خلاف نہیں تو وہ واجب العمل ہے مگر ہمارے مخالف یہ کہتے ہیں کہ نہیں محدثین کے اصول تنقید کی رو سے جو صحیح ثابت وہ خود قرآن اور سنت کی کیسی ہی مخالف ہو اس کو مان لینا چاہیے۔'' (ملفوظات جلد دوم صفحہ 378 طبع جدید)

محترم قارئین! مندرجہ بالا تحریر میں مرزا غلام احمد قادیانی نے جس طرح سنت اور حدیث میں فرق کیا ہے اور اس کی آڑ میں احادیث کو ناقابل اعتبار ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے میرے علم کے مطابق یہ ناپاک جسارت برصغیر میں سب سے پہلے مرزا جی کے حصہ میں ہی آئی ہے حالانکہ اصطلاح میں سنت، نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے طریقہ کو کہتے ہیں حدیث کے ذریعے اس طریقے کا علم ہوتا ہے۔ اب میں آپ کو علمائے سلف وخلف کے اقوال کی روشنی میں سنت اور حدیث کے بارے میں آگاہ کرتا ہوں چنانچہ ابن اثیر مجدالدین مبارک صاحب 544 ہجری تا 606 ہجری اپنی کتاب النھایہ فی غریب الحدیث میں لکھتے ہیں کہ ''سنت کے لغوی معنی طریقہ یا راستہ کے ہیں۔''

(النہایہ، جلد2ص368)

ڈاکٹر عجاج الخطیب اپنی کتاب السنۃ قبل التدوین میں لکھتے ہیں کہ ''حدیث کو لغت میں جدت کے معنی میں لیا جانا اور حدیث کو لغت میں کسی کلام یا کوئی بات بھی کہا جاتا ہے۔'' (السنۃ قبل التدوین، ص20)

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے: **اللّٰہ نزّل احسن الحدیث** (الزمر) اللہ تعالیٰ نے بہترین حدیث نازل کی ہے۔ ڈاکٹر محمود الطحان اپنی کتاب اصطلاح الحدیث میں لکھتے ہیں کہ ''حدیث کے معنی اصطلاح میں ہر اس قول، فعل، تقریر اور صفت کو کہتے ہیں جس کی نسبت حضور صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرف کی جاتی ہو''۔ (اصطلاح الحدیث کی تعریف وتشریح از ڈاکٹر محمود الطحان)

محمد بن علی بن محمد بن عبداللہ الشوکانی اپنی کتاب ارشاد الفحول میں لکھتے ہیں کہ ''محدثین کے نزدیک سنت کی بھی اصطلاحی تعریف یہی ہے جو حدیث کی بیان ہوئی ہے۔'' (ارشاد الفحول للشوکانی مع تحقیق صبحی بن حلاق)

ڈاکٹر صبحی صالح فرماتے ہیں ''اگر ہم محدثین بالعموم اور متاخرین محدثین بالخصوص غالب کی رائے پر عمل کریں تو ہم حدیث وسنت کے الفاظ کو مترادف ومساوی پائیں گے یہ دونوں لفظ ایک دوسرے کی جگہ استعمال کیے جاتے ہیں اور ان دونوں کا مفہوم کسی قول فعل تقریر یا صفت کو سرور کائنات صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی جانب منسوب کرنا ہے البتہ اگر حدیث وسنت کے الفاظ کو ان اصول تاریخ کی روشنی میں دیکھا جائے تو یہ حقیقت نکھر کر سامنے آتی ہے کہ ان دونوں کے استعمال میں لغت واصطلاح کے پیش نظر کچھ دقیق سا فرق بھی پایا جاتا ہے''۔ (علوم الحدیث ومصطلحہ للصبحی الصالح، ص113)

اگر حدیث وسنت کے لفظ کا انفرادی طور پر استعمال کیا جائے تو سنت سے مراد حدیث اور حدیث سے مراد سنت ہوتی ہے۔ مجد الدین مبارک بن محمد عبدالکریم ابن اثیر الجزری اپنی کتاب النہایہ فی غریب الحدیث والاثر میں لکھتے ہیں کہ: ''**یقال فی ادلۃ الشرع الکتاب والسنۃ، ای القرآن والحدیث** شرعی دلائل میں کہا جاتا ہے کہ قرآن وسنت تو اس سے مراد ہوتا ہے قرآن وحدیث''۔ (النہایہ فی غریب الحدیث والاثر، ص368)

کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ سنت سے مراد وہ عمل ہے جو صدر اوّل (پچھلے انبیاء سے چلا آرہا ہو۔ اور اگر غامدی صاحب کے مبادی سنت کا بغور مطالعہ کیا جائے تو انکی سنت سے مراد بھی کچھ اسی طرح ہے) لیکن میں کہتا ہوں کہ سنت کی اسی تعریف کو مان لیا جائے تو بھی حدیث اور سنت میں زیادہ فرق نہیں آتا۔ کیونکہ ہمیں کس طرح معلوم ہوگا کہ یہ عمل صدر اوّل سے چلا آرہا ہے؟ تو اس کا معقول جواب یہی ہوسکتا ہے کہ اس کی معرفت ہمیں حدیث ہی کے ذریعے ہوگی اور صدر اوّل کے اسی عمل کو تسلیم کیا جائے گا جس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل کیا ہو یا عمل کرنے کا حکم دیا ہو۔ اور یہ بھی ہمیں حدیث سے معلوم ہوگا۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے ''**لکل جعلنا منکم شرعۃ ومنھا جا**'' (المائدہ آیت48)

''ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لیے الگ الگ شریعت اور طریقہ مقرر کیا ہے۔''

اس آیت کی تفسیر میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ذکر کیا ہے: **قال ابن عباس**

شرعۃ ومنھا جا، سبیلا وسنۃ۔(صحیح بخاری مع فتح کتاب الایمان، جلد 1 ص 63)

ابن عباسؓ فرماتے ہیں ''شرعۃ سے مراد سبیل (راستہ) اور منھا جا'' سے مراد سنت ہے اس قول کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تعلیقاً ذکر کیا ہے لیکن امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو تعلیق التعلیق میں ذکر کیا ہے اور موصول بنایا ہے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں ''ھذا حدیث صحیح'' یہ حدیث صحیح ہے (تعلیق التعلیق جلد 2 ص 25)

یہ ان صحابی رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تفسیر ہے جن کے لیے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے خاص دعا کی تھی کہ اللہ ان کو دین کی سمجھ دے اور قرآن کی تاویل (تفسیر) علم عطا فرما۔

لہٰذا یہ بات یہاں پر بھی عیاں ہوتی کہ تمام انبیاء کا دین ایک ہے لیکن ان کے فروع شریعت اور انکی سنت (طریقہ کار) مختلف ہے تو اصل سنت وہی ہے جس پر نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے عمل کیا ہو چاہے اس پر پچھلے انبیاء کا عمل رہا ہو یا نہ رہا ہو۔اور نبی کے افعال واعمال یا تقریر یا آپ کی کوئی سی بھی صفت کی معرفت حدیث سے ہی ہوتی ہو اگر چہ حدیث اور سنت میں لغوی اعتبار سے فرق ہے لیکن اصطلاح میں یہ ایک ہی ہیں اور ایک دوسرے کے باہم معنی میں استعمال ہوتے ہیں لہٰذا حدیث ہی سنت ہے اور سنت ہی حدیث ہے۔

محترم قارئین! حدیث اور سنت میں فرق کی بحث کے بعد اب میں آپ کو حدیث کی اہمیت کے بارے میں مرزا قادیانی اور اس کی ذریت کے مزید اقوال پیش کرتا ہوں۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے کہ ''اور ہم اس کے جواب میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر پیش کرتے ہیں کہ میرے اس دعوی کی حدیث بنیاد نہیں بلکہ قرآن اور وہ وحی ہے جو میرے پر نازل ہوئی ہاں تائیدی طور ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی ٹوکری میں پھینک دیتے ہیں''۔(اعجاز احمدی صفحہ 36 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 140)

ایک اور مقام پر مرزا جی لکھتے ہیں کہ

''اور جو شخص حکم ہو کر آیا ہے اس کو اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرہ میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پا کر قبول کرے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پا کر رد کر دے۔'' (تحفہ گولڑویہ صفحہ 10، روحانی خزائن ج 17 ص 51)

اسی طرح مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب مواہب الرحمٰن میں لکھتا ہے کہ

"وان القرآن مقدم علی کل شئی و وحی الحکم مقدم علی احادیث ظنیہ بشرط ان تطابق القرآن وحیہ مطابقۃ تامۃ وبشرط ان تکون الاحادیث غیر مطابقۃ للقرآن وتوجد فی قصصھا مخالفۃ لقصص صحف مطھرۃ ذالک بان وحی الحکم ثمرۃ غضّ وقد جنی من شجرۃ یقینۃ فمن لم یقبل وحی الامام الموعود ونبذہ لروایات لیست کالمحسوس المشھود فقد ضل ضلالاً مبینا ومات میتۃ جاھلیۃ وآثر الشک علی الیقین ورد من الحضرۃ الالٰھیۃ ثم ان کان من الواجب الآخذ بالروایات فی کل حال ففی ای

شئی رجل یقال له حکم. من الله ذی الجلال." ترجمہ: یقیناً قرآن ہر چیز پر مقدم ہے۔ اور حَکَم (مسیح موعود) کی وحی ظنی احادیث پر مقدم ہے بشرطیکہ اس کی وحی قرآن سے مطابقت تامہ رکھتی ہو نیز اس شرط کے ساتھ کہ وہ احادیث قرآن سے مطابقت نہ رکھتی ہوں اور ان کا بیان صحف مطہرہ کے بیان کے مخالف ہو کیونکہ اس حکم کی وحی ایک تروتازہ پھل ہے جو شجرہ یقینیہ سے چنا گیا ہے پس جس نے اس موعود امام کی وحی قبول نہ کی اور اسے ان روایات کی خاطر جو محسوس اور مشہود کا مقام نہیں رکھتیں پرے پھینک دیا تو ایسا شخص یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں پڑا اور جاہلیت کی موت مرا اس نے شک کو یقین پر ترجیح دی اور وہ بارگاہ الٰہی سے مردود ہوا۔ پھر اگر بہرطور روایات کا قبول کرنا ہی واجب ٹھہرا تو اس شخص کی کیا حیثیت ہے جس کو اللہ ذو الجلال کی طرف سے حکم قرار دیا جائے؟۔'' (مواہب الرحمٰن مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 288)

محترم قارئین! قاضی محمد یوسف نامی مرزا قادیانی کا ایک مرید اپنی کتاب النبوۃ فی الالہام میں مرزا جی کی مندرجہ بالاتحریر پیش کر کے لکھتا ہے کہ ''یہاں حضرت صاحب نے قرآن کریم کے بعد اپنی وحی کو احادیث پر مقدم کیا ہے کیونکہ وحی کلام اللہ ہے اور احادیث کلام البشر ہے۔ وحی یقینی اور قطعی کلام ہے اور احادیث ظن کا مرتبہ رکھتی ہیں نہ کہ یقین کا وحی کا متکلم خدا تعالیٰ ہے اور جو الفاظ اور خطاب ہیں وہ وحی ہیں جو براہ راست حضرت مسیح موعود نے خدا تعالیٰ سے سنے ہیں مگر احادیث بشر کا کلام ہے جس کے الفاظ اور خطاب یقینی طور پر وحی نہیں۔'' (النبوۃ فی الالہام صفحہ 3 از قاضی محمد یوسف)

محترم قارئین! مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب تذکرۃ الشہادتین میں اپنی خودساختہ وحی والہام کے بارے میں لکھتا ہے کہ ''یہ اسی وحدہ لاشریک خدا کا کلام ہے جس کا کلام قرآن شریف ہے اور میں اس جگہ توریت اور انجیل کا نام نہیں لیتا کیونکہ توریت اور انجیل تحریف کرنے والوں کے ہاتھوں سے اس قدر محرف ومبدل ہو گئی ہیں کہ اب ان کتابوں کو خدا کا کلام نہیں کہہ سکتے غرض وہ خدا کی وحی جو میرے پر نازل ہوئی ایسی یقینی اور قطعی ہے کہ جس کے ذریعے سے میں نے خدا کو پایا۔'' (تذکرۃ الشہادتین صفحہ 2 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 4)

قارئین کرام! مرزا قادیانی کا مرید قاضی یوسف اپنی کتاب النبوۃ فی الاحادیث میں لکھتا ہے کہ

''حضرت صاحب (مرزا قادیانی) کلام اللہ اور کلام الرسول (احادیث) کے بارے میں فرماتے ہیں کہ

خدا کے قول سے قول بشر کیونکر برابر ہو
وہاں قدرت یہاں درماندگی فرق نمایاں ہے

پس کوئی حدیث جو کلام بشر ہے حضرت صاحب کی وحی اور الہام کو جو کلام خدا ہے رد نہیں کر سکتی اور نہ اس پر قاضی ہو سکتی ہے۔'' (النبوۃ فی الاحادیث از قاضی یوسف قادیانی صفحہ 12,11)

قادیانی اخبار الفضل لکھتا ہے کہ

''حضرت مسیح موعود نے فرمایا تمہاری حدیثوں کی میرے قول کے مقابلہ میں کیا حقیقت ہے مسیح موعود اگر ہزار احادیث کو بھی غلط قرار دے تو وہ ایسا کر سکتا ہے۔'' (قادیانی اخبار الفضل 3 جولائی 1930 صفحہ 9)

محترم قارئین! سوہتھ رسہ سرے تے گنڈ۔ مرزا قادیانی کا بڑا بیٹا اور قادیانیوں کا دوسرا خلیفہ بشیر الدین محمود کہتا ہے کہ ''یہی وجہ ہے کہ اب کوئی قرآن نہیں سوائے اس قرآن کے جو حضرت مسیح موعود نے پیش کیا اور کوئی حدیث نہیں سوائے اس حدیث کے جو حضرت مسیح موعود کی روشنی میں نظر آئے اور کوئی نبی نہیں سوائے اس کے جو حضرت مسیح موعود کی روشنی میں دکھائی دے اسی طرح رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا وجود اسی ذریعہ سے نظر آئے گا کہ حضرت مسیح موعود کی روشنی میں دیکھا جائے۔ اگر کوئی چاہے کہ آپ (مرزا قادیانی) سے علیحدہ ہو کر کچھ دیکھ سکے تو اسے کچھ نظر نہ آئے گا۔ ایسی صورت میں اگر کوئی قرآن کو بھی دیکھے گا تو وہ اس کے لئے یھدی من یشاء والا قرآن نہ ہوگا بلکہ۔ یضل من یشاء والا قرآن ہوگا۔ جیسا کہ مولویوں کے لیے ہورہا ہے لیکن جب حضرت مسیح موعود کے بتائے ہوئے معنی اور گروں کے ذریعے دیکھے گا تو قرآن کو بالکل نئی کتاب پائے گا جو عقل کو صاف کرنے والی روحانیت کو تیز کرنے والی اور خدا تعالیٰ کا جلال دکھانے والی ہوگی۔ وجہ یہ ہے کہ جو لوگ خدا کے نبی کی دی ہوئی عینک سے دیکھتے ہیں ان کے مقابلہ میں دنیا کے علوم حیض کے چیتھڑوں سے بھی کم حیثیت رکھتے ہیں۔ اسی طرح اگر حدیث کو اپنے طور پر پڑھیں گے تو وہ مداری کے پٹارے سے زیادہ وقعت نہ رکھیں گی۔ حضرت مسیح موعود فرمایا کرتے تھے حدیث کی کتابوں کی مثال تو مداری کے پٹارے کی ہے۔'' (خطبات محمود جلد 8 صفحہ 457,456 خطبہ 4 جولائی 1924)

خلاصہ کلام:

(۱) منکرین حدیث اور قادیانیوں کا یہ پراپیگنڈہ باطل ہے کہ احادیث دو تین سو سال بعد لکھی گئیں جبکہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنی زندگی میں ہی احادیث لکھوانی شروع کر دی تھیں۔

(۲) مستند اور صحیح احادیث حجت شرعیہ ہیں

(۳) مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی ذریت کے نزدیک اہل کشف محدثین کی جرح و تعدیل کے پابند نہیں ہوتے بلکہ وہ حدیث کی سند کے بارے میں براہ راست نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے پوچھ لیتے ہیں بقول مرزا وہ کئی بار اس کا تجربہ کر چکا ہے۔

(۴) مرزا قادیانی کے نزدیک اہل کشف براہ راست نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے ایسی کئی احادیث سن لیتے ہیں جن کے بارے میں چودہ سو سال سے کسی کو علم نہیں اور نہ ہی وہ کسی حدیث کی کتاب میں درج ہیں اور مرزا قادیانی اہل کشف ہونے کا مدعی ہے

(۵) قادیانیوں کے نزدیک حدیث یعنی فرمان رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم قول بشر ہے اور مرزا قادیانی کا خود ساختہ الہام اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اس لئے مرزا قادیانی کی وحی کے مقابل حدیث حجت نہیں ہو سکتی

(۶) قادیانیوں کے نزدیک جو حدیث مرزا قادیانی کے خود ساختہ الہام سے ٹکرائے گی اسے ردی کی ٹوکری میں پھینکا جائے گا

(۷) قادیانیوں کے نزدیک قرآن، حدیث، نبی اور رسول صرف وہی ہوں گے جسے مرزا قادیانی کہے گا۔

تالیف: مفکرِ احرار چودھری افضل حق رحمہ اللہ

تاریخ احرار

ساتویں قسط

راج پال کا فتنہ ۱۹۲۷ء:

بظاہر ایک قابل اعتراض تحریک اپنے دورِ اوّل میں احرار نے بھی جاری کی۔ شدھی اور سنگھٹن کی مسموم فضا سے فائدہ اٹھا کر آریہ ویروں نے ایک بہت ناپاک حرکت شروع کی۔ یعنی غریب عوام کی آخری پناہ گاہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ناپاک حملے آغاز کر دیئے۔ شہروں میں ٹولیاں بنا کر اور جلوس نکال کر مجسم نماز و دعا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر برملا اتہام لگانے اور ان کے متعلق اخلاق سوز شعر پڑھنے لگے۔ ''رنگیلا رسول'' نامی کتاب لکھ کر مسلمانوں کے صبر کا امتحان لینا چاہا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے متعلق مسلمان عاشقانہ احساس رکھتا ہے۔ اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ دنیا کے بدمعاشوں نے ایکا کر کے دنیا کے افضل ترین انسان پر کیچڑ اچھالنا اپنا پیشہ بنا رکھا ہے۔ اس لیے بدمعاشوں کا انجام بدنصیبی کے سوا کچھ نہ ہونا چاہیئے چنانچہ وہ والہانہ جان پر کھیل کر خون کی ہولی کھیل جاتا ہے۔ ہماری جماعت کے افراد بلا استثنا علم بردارِ مساوات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شے محبت کے متوالے ہیں۔ انھوں نے مصلحت اندیش عقل کے خلاف اور عشق کے مطابق قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے کا فیصلہ کیا۔ برملا کہہ دیا کہ نورِ نبوت کے کیرکٹر کے خلاف کہنے والی زبان نہ رہے یا سننے والے کان نہ رہیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ خنجر نے بدزبانوں کی زبان کو ہمیشہ کے لیے بند کر دیا۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا حبیب الرحمٰنؒ، غازی عبدالرحمٰنؒ، بشیر رفیقی اور دوسرے دوست اگرچہ سال سال کے لیے جیل چلے گئے مگر سوامی شردھانند ''رنگیلا رسول'' کے ناشر راج پال اور کئی ایک بدگونیکوں کے پاک دامن پر بدنامی کا داغ لگانے کے باعث ذرا جلدی دوسرے جہان میں جواب دہی کے لیے پہنچا دیئے گئے۔ قتل سب عشق کے قانون کے مطابق ہوئے۔ ہمیں ابھی ملک شریعت کا قانون معلوم نہ تھا۔ نہ معلوم کرنے کی کوشش کی گئی۔ یہ ہمارے عمل کی غلطی تھی کیونکہ عشق اور شریعت اکثر متصادم رہتے ہیں۔ عاشق اکثر محبت کی وارفتگی میں شریعت کی حدود کو روندتا نکل جاتا ہے اور سمجھتا یہی ہے کہ میں برسرِ حق ہوں۔

چُھوت:

ہندو دھرم ایک عجیب نازنین مذہب ہے کہ کسی اپنے کے ہاتھ لگنے سے میلا ہو جاتا ہے اور بیگانے کا سایہ پڑنے سے ناپاک ہو جاتا ہے۔ کسی عاشق صادق کو بھی ایسے مشکل محبوب سے واسطہ نہ پڑا ہوگا۔ ہمیں ہندوؤں کی بعض ادائیں پسند ہیں۔ انھیں دل دے کر لینا نہیں چاہتے، مگر وہ ہماری محبت کے روادار نہیں۔ مجلسی لحاظ سے عجیب متشکک و متردد قوم ہے۔ کسی لاجونتی کو دیکھو جو صبح جل بھرنے جمنا جا رہی ہو، یا پوجا کا سامان سج کر مندر میں آرتی اتانے چلی ہو کسی مسلمان رہ گزر کے سایہ سے بچنے کے لیے اس بیچاری کو کتنا تردد رکھنا ہوتا ہے۔ ادھر ادھر سے کتنے

زاویے کاٹ کراسے چلنا پڑتا ہے۔ جسم مسلمان کے جسم سے نہیں بلکہ پلو پلو سے چھو جائے تو بھی نہ بھوجن موہن کے قابل، نہ جل چلو بھر پینے کے لائق۔ کہو ایسی قوم سے کس بدھ ملنا ہو؟ کانگریسی مسلمان ہر صبح اُٹھ کر مسلمانوں کو گالیاں دینا پیشہ بنالیتا ہے کہ کم بخت ہندوؤں سے مل کر ہندوستان کو آزاد نہیں کرالیتا۔ مگر وہ جوشِ لیڈری میں ہندو کی مجلسی زندگی کے سب سے نمایاں اور تکلیف دہ پہلو کو یکسر نظر انداز کر جاتا ہے کہ ہندو چھوئی موئی قوم کا ایک فرد ہے۔ جو عام طور پر مسلمان کے سایہ سے بھی بدکتی ہے۔ بلکہ کسی ہندو محلّہ میں کسی مسلمان دوست کا گزرنا آسان نہیں کہ جائے اور جا کر کسی ہندو دوست کو بلالائے۔ اوّل تو ہر ہندو محلے پر آہنی سلاخوں کے دروازے لگے ہیں پہرہ دار تمہاری مداخلت پر اعتراض کریں گے۔ جہاں آہنی دروازے نہیں وہاں بھی ہندو معزز ترین مسلمان کو آوارہ دیویوں کا درشن ابھلاشی اور عشق کی چوٹ کھا کر محبت کا آوارہ متلاشی سمجھ کر اپنے محلوں میں آنے پر اعتراض کرتے ہیں۔ اگر کسی کو تجربہ نہیں تو وہ کسی ہندو محلے کا رُخ کر کے دیکھ لے۔ غریب مسلمان ہوگا تو وہ دولت کا چور سمجھا جائے گا۔ اچھے لباس میں ہوگا تو حسن کا ڈاکو تصور کیا جائے گا۔ اگر ایسے شبہات عزت و عصمت تک محدود ہوں تو قابل اعتراض نہیں۔ آوارہ مزاج لوگوں سے عورتوں کی عصمت بچانا پرم دھرم ہے۔ مگر مشکل یہ ہے کہ وہ مال تجارت میں بھی ''مجھے نہ چھوؤ'' کی پالیسی پر عمل کرتا ہے۔ کیا کوئی مسلمان ہندو حلوائی کی دوکان کے قریب پھٹک سکتا ہے۔ یہ ستم ظریف مسلمان کے ہاتھ چھوا ہوا زرقند بھی ہاتھ سے نہ لیں گے۔ بلکہ اس غرض کے لیے کاٹھ کی ڈوئی استعمال کی جاتی ہے۔ مسلمان کو پانی پلانے کے لیے ایک بانس کی لمبی نالی برتی جاتی ہے۔ یا خدا...... ہندوستان کے مسلمان کو کس ہمسایہ سے سابقہ پڑا ہے جو محبت کے تمام دروازوں کو ہم پر بند کیے بیٹھا ہے۔

اس نفرت زا چھوت کا اثر ہمارے ہر شعبہ زندگی پر حاوی ہے۔ صدیوں سے عملاً ہمارا تجارتی بائیکاٹ جاری ہے۔ نہ صرف مجلسی طور پر ہم کمتری محسوس کر رہے ہیں بلکہ مالی طور پر بھی مسلمان برباد ہے۔ کیونکہ وہ محض ایک گاہک کی حیثیت رکھتا ہے۔ مسلمان ہی ہندو کا خریدار ہے۔ ہندو مسلمان کی دکان کا گاہک نہیں نتیجہ ظاہر ہے کہ خریدار آخر ایک دن پونجی ختم کر بیٹھتا ہے۔ ہماری دولت تو ہندو کے گھر جاتی ہے۔ ہندو کی پائی مسلمان کے گھر نہیں جاتی۔ اس طرح قارون بھی لنگوٹی میں پھاگ کھیلنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اربابِ علم فطرتِ انسانی پر بدسلوکی کے اثر کو دیکھیں۔ مسلمان ہندو سے دست بگریباں ہو کر کیوں خوش ہے وہ اس لیے اس کی انسانیت اس سلوک کا انتقام چاہتی ہے۔ وہ ہندو کو مار کر ہی خوش نہیں۔ بلکہ کسی نہ کسی رنگ میں اس سے جھگڑا جاری رکھ کر اسے اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ فطرت کے ان تقاضوں کو گاندھی کے مضامین اور مولانا آزاد کے وعظ پورا نہیں کر سکتے۔ جب تک ہندو و مسلمان میں چھوت خلیج حائل ہے۔ ہندوستان کے مسائل کا اطمینان بخش حل مشکل ہے۔ ہندوستان کے سیاسی گروہ کو یہ ثمر حاصل نہیں کہ وہ کہہ سکے کہ اس نے سائنٹیفک طریقے سے ہندو مسلم سر پھٹول کے اصل اسباب معلوم کیے ہیں۔ ہم علم و عقل کو آزمائشوں میں ڈال کر اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ مسلمان کو ہندو کے سلوک سے برحق غصہ ہے۔ ممکن ہے کہ بعض دفعہ وہ

خون ناحق کا باعث بھی ہوتا ہے۔ مگر قلوب میں آگ لگا کر امن کی امید رکھنا نادانی ہے۔ دانائی کا تقاضا یہ ہے کہ سب سے پہلے ہندو انقلاب حال کی کوشش کرے۔ محض انقلاب زندہ باد کے نعرے آزادی کے دن قریب نہ لاسکیں گے۔

لیکن محض ہندو کی نیک دلی پر اعتماد کر کے بیٹھ جانا مسلمان کی شان کے خلاف ہے۔ ہندو قوم فرشتوں کی جماعت نہیں جن مسلمانوں کے دل میں چھوت کے باعث ہوک اُٹھتی ہے اور اس میں اپنی تباہی کا خطرہ دیکھ رہے ہیں۔ ان کا فرض ہے وہ آتش بجاں مجاہدوں کی طرح حالات سے جنگ کرنے نکلیں۔ ہندو کو اصلاح میں صدیاں لگیں گی۔ عراق سے تریاق آنے سے پہلے مارگزیدہ مرجائے گا۔ اس لیے چھوت کے باعث مسلمان کو اقتصادی اور سیاسی موت سے بچانے کا کوئی اور جتن کرنا چاہیے۔ کیا اس کے سوا کوئی چارہ ہے کہ مسلمانوں کے ایک الگ اقتصادی نظام کی داغ بیل ڈالی جائے مگر اس طرح کہ ہندوؤں کی مجلسی تنگ دلی کی بھی اصلاح ہوتی جائے اور مسلمان ذلت اور پریشانی سے بھی بچ جائے وقت اور ماحول کے تقاضے کے پیشِ نظر یہی تجویز سمجھ میں آتی ہے کہ مسلمان بطور قوم کے صرف اس ہندو کے ہاتھ کی چیز لے کر کھائیں یا استعمال کریں۔ جو مسلمان کے ہاتھ کی چھوئی ہوئی چیز کھا سکتا ہو۔ یا استعمال کرتا ہو یہ کہنا کہ ہندو نجس ہے۔ اس لیے اس سے چھوت لازم ہے غلط ہے۔ کیوں کہ بروئے اسلام ہر انسان جوٹھا تک پاک ہے۔ یہ تجویز تو چھوت کا جواب ہے۔ مذہب نہیں نہ ہم ملک میں جھگڑا پیدا کرنے کے حق میں ہیں لیکن چھوت کے باعث یقینی چھوت سے بچنا چاہتے ہیں۔

ہم نے ۱۹۲۵ء میں چھوت کے خلاف آواز اٹھا کر گویا مسلمان کے دل کے تار کو مضراب سے چھیڑ دیا۔ یوں معلوم ہوا کہ ساز بے آواز کو زبان مل گئی۔ اور ساری قوم سرمست ہو کر جھوم گئی کیونکہ آواز اس کے اپنے دل کی صدا کی بازگشت تھی۔ اپنا گایا ہوا راگ کس کو میٹھا نہیں لگتا۔ اپنی بنسری کی دھن پر قوم خود ناچنے لگی۔ جگہ جگہ دوکانیں کھلنے لگیں۔ مگر ہندو پریس کا شور رنگ لایا۔ ہندو انگریز میں مالیات کے متعلق کچھ ذہنی اتحاد ہے سر میلکم کی حکومت نے اس مجلسی تحریک کو شرانگیز قرار دیا۔ افسران ضلع کے نام احکام صادر کر دیے کہ اس اقتصادی تحریک کو کچل دینا چاہیے۔ افسران ضلع کا مزاج مشرق کے روایتی معشوقوں کی طرح نازک ہوتا ہے وہ کسی معقول بات کو سننا گوارا نہیں کرتے ہم نے ہر چند کہا۔ کہ اس تحریک کو سیاسیات سے کوئی علاقہ نہیں مگر ان میں تاب سخن کہاں؟ غریب لوگ افسران کے ہاتھ میں شاہین کے پنجہ میں شکار کی طرح عاجز اور بے بس ہوتے ہیں۔ نئے مسلم دوکانداروں پر آفت آ گئی۔ متعدد مقامات پر ان کی گرفتاریاں کر لی گئیں اور مدتوں مقدمات چلتے رہے حکومت وقت کے خلاف صف آرا ہونا اور باوجود افسران کی سختیوں کے تجارت کو جاری رکھنا ناممکن ہو گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ساری تحریک کو دھکا لگا۔ خاص کر کانگریسی حلقوں کی طرف سے ہم ملزم گردانے جانے لگے کہ تم نے مسلمانوں کو نئی مصیبت میں پھنسا دیا۔ اور ایک فرقہ وارانہ بھوت کھڑا کر دیا ہم نے سر میلکم ہیلی گورنر پنجاب کو سنبھالنے کی کوشش کی مگر وہ اور بپھر گیا۔ مدتوں تک پریشانیوں میں کوئی صورت سمجھ میں نہ آئی۔ لیکن اتنی بات اور واضح ہو گئی۔ ہندو اور انگریز کا کم از کم اقتصادی تحریکات میں اتحاد ہے۔ انگریز اس خالص

مجلسی تحریک کو کسان اور مزدور کی تحریک کی طرح سرمایہ داری کے خلاف ہی بغاوت سمجھتا ہے۔ اور چاہتا ہے کہ دنیا میں اوپر والے اوپر اور نیچے والے نیچے رہیں۔ اور کسی گوشے سے انقلاب کی آواز نہ اٹھے مبادا نظام سرمایہ داری کی کوئی اینٹ کسی وجہ سے ہل کر ساری عمارت کے دھڑام سے گر جانے کا باعث نہ ہو۔

سلطان ابنِ سعود:

مکے کا شریف حسین انگریزی تدبیروں کا کامیاب مہرہ تھا جس نے سارے عرب میں بغاوت کی آگ پھیلا دی۔ لیکن جنگ کے بعد اپنے سنہری خوابوں کو بالوریت میں بدلا دیکھ کر انگریز کے خلاف بھی ہاتھ پاؤں ہلانا چاہتا تھا۔ انگریز کی بساطِ سیاست پر ایسے بیسیوں مہرے موجود رہتے ہیں جنھیں وہ ضرورت کے وقت کام میں لانے کے لیے زیر نظر رکھتا ہے۔ اس نے شریف حسین کو ابنِ سعود سے مات دلائی اور اسے بھی ترکوں کے آخری خلیفہ کا سا انجام دیکھنا پڑا اور غریب الوطنی کی موت قبول کرنا پڑی۔ اب ابنِ سعود کا سارے عرب میں طوطی بولنے لگا۔ خشک قسم کا وہابی تھا۔ مکے مدینے میں قدم رکھا تو بھونچال لے آیا قبوں کو گرا کر ہموار کر دیا۔ اس کام سے شریعت کا اوّل اجرا ہوا۔ ہندوستان میں صاحب قبر سے زیادہ قبہ محترم ہے، یہاں ایک ہنگامہ برپا ہوا۔ حج کے موقع پر مولانا محمد علی، سید سلیمان ندوی کی سرکردگی میں ایک وفد بھیجا گیا۔ کہ حالات کی تحقیق کر کے مجلسِ مرکزیہ خلافت میں رپورٹ کرے مولانا محمد علی مرد مجاہد تھے۔ رائے قائم کر کے دنیا سے برسرِ پیکار ہو کر سب سے منوانا چاہتے تھے۔ مکے میں پہنچ کر ابنِ سعود کے گلے کا ہار ہو گئے، مرکزِ اسلام میں جمہوریت کا اعلان کر دے۔ وہ دل سے چاہتے تھے کہ کم زکم سرزمین پاک ہی میں حکومت الٰہیہ کا نقشہ قائم ہو۔ جہاں شاہ گدا کا وجود نہ ہو اور اسلامی برادری میں پوری پوری برابری ہو۔ ابنِ سعود نے انھیں نگاہ تیز سے دیکھا۔ دونوں طرف سینوں میں مخالفت کے تیر ترازو ہوئے۔ ان کی واپسی پر ہنگامہ اور بڑھا سنی اور وہابی دست بگریباں ہوئے۔ احرار کے موجودہ گروہ نے زیادہ دلچسپی نہیں لی تاہم مجلسِ خلافت پنجاب کے طبقۂ اولیٰ میں وہابی عنصر زیادہ تھا۔ مولانا محمد علی اور مولانا آزاد کی چشمک میں وہ مولانا آزاد کا حامی تھا۔ ان کی سرگرمیوں نے سب کو ملوث کر لیا ہمارے گروہ میں کچھ دودلی سی پائی جاتی تھی۔ ہم شریف حسین کے دیس بدر ہونے پر خوش تھے کہ غدار اپنے انجام کو پہنچا مگر قبے گرانے کے متعلق متذبذب تھے۔ اس دودلی میں علم و اعتقاد کی جنگ تھی۔ علم کہتا تھا کہ اسلام کے بوریا نشین بزرگوں نے اپنے دوران زندگی میں نہ اپنے مکان میں پختہ اینٹ لگائی نہ کسی کے لگنے دی۔ علم عقل سے اپیل کرتا تھا کہ دیکھو کہ سب قبے اور مقبرے سرمایہ داروں کی سنگ دلی کا نتیجہ ہیں، جنھوں نے غریبوں کا خون عمر بھر چوسا اور اپنی دولت کا قلیل حصہ اپنے اعتقاد کی نمائش کے لیے بزرگوں کی قبروں پر لگا دیا اور غریب بدستور پڑوس میں بھوکے بیٹھے رہے۔ جانتے ہو کہ ایسا کیوں ہوا؟ اس لیے کہ مسلمان بادشاہوں اور شہنشاہوں نے جب غریب مسلمانوں کی ہڈیوں پر سلطنت کی عمارت کھڑی کی اور اپنے آرام و عیش کے لیے محلات تعمیر کیے تو ان پاک بزرگوں کی غریبانہ قبروں کو دیکھ کر شرمندہ ہوئے اور ان قبروں کی سادگی سے اپنے محلات کی مینا کاری کا مقابلہ کر کے کچھ دل میں اداس سے رہنے لگے۔ ان کے

لیے آسودہ زندگی بسر کرنے کا اور کوئی سوائے اس کے ذریعہ نہ تھا کہ بزرگوں کی قبریں بھی سرمایہ داری کی ہنستی بولتی تصویریں نظر آئیں۔ چنانچہ انھوں نے اپنے عیش محل کا بچا ہوا سامان عمارت ان پاک ہستیوں کی قبروں پر استوار کیا تا کہ دنیا جان لے کہ ان بزرگوں کو غریب عوام سے کچھ تعلق نہ تھا۔ اگر ان کا ناطہ تھا تو ان امراء اور رؤساء سے۔ دیکھو سرمایہ داروں نے بزرگوں کی قبروں پر نمائش کر کے بھی دین حنیف کا حلیہ بگاڑ دیا۔ اسی لیے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کا کچا حجرہ گرا کر عالی شان عمارت بنانا چاہی تو مدینے کی عوام بچوں کی طرح بلکتے گھروں سے باہر نکلے اور التجا کی کہ خدارا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کچی آرام گاہ کو گرا کر پختہ محل کھڑا نہ کرو۔ اسے اسی حال میں رہنے دو تا کہ آنے والی نسلیں اندازہ کر سکیں کہ مہرِ نبوت نے کس طرح بسر اوقات کی۔ شاید امراء اور روساء نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ غریبی کو دیکھ کر سامان سرمایہ داری سے نفرت کریں لیکن امراء بنوامیہ کو تو محلات میں رہنے کا جواز چاہیے تھا۔ جس امت کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہ کھایا ہو اور ایک ٹاٹ اور کھاٹ جس کے گھر کا سامانِ آرائش و آسائش ہو۔ اس امت کے افراد سرمایہ دارانہ زندگی کیسے بسر کریں۔ عوام کی نظروں سے دین کے والی صلی اللہ علیہ وسلم کی سادہ قبر کو سجا کر ہی اپنے محلات کو جواز ڈھونڈا جا سکتا تھا۔ انھوں نے لوگوں کی آنسو بھری اپیلوں کی کچھ پروانہ کی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاک حجرے کو گرایا اور اس پر پختہ عمارت تعمیر کر دی تا کہ سادگی پسند اور غریب کی اصل زندگی کی طرف مسلم عوام کا دھیان ہی نہ جائے۔ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اصل حال میں ہوتی تو اس کی زیارت سے سرمایہ داروں کے خلاف مسلمانوں کی نفرت قائم رہتی۔ اور اس طرح نظام سرمایہ داری کے چکنا چور ہو جانے کا اندیشہ تھا۔ بنابرایں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے فرماں بردار ساتھیوں کو ایک امر کبیر اور سرمایہ داروں کے طریقے رکھنے والے ظاہر کرنا ان کے لیے بے حد مفید تھا۔ اب جبکہ مسلمان عوام کی دل و دماغ کی ساخت سرمایہ داری کی مشین میں تیرہ سو برس ڈھل کر بدل گئی۔ تو ابنِ سعود کا ظہور ہوا عوام کی عقیدت اب شان سرمایہ داری سے ہو گئی۔ اور سرمایہ داری کا جادو چل چکا تھا۔ اب قبے گرے تو مسلمان عوام نے سمجھا کہ دین کی بنیادیں ہل گئیں۔ خدا کا سادہ دین تو نگاہ سے اوجھل ہو چکا تھا یہی کچھ اسلام تھا جو ان کی آنکھوں کو نظر آتا تھا۔ عالی شان عمارتوں کا گر جانا دین کی عمارات کا گر جانا قرار پایا۔ مسلمان مسجدوں میں آہ وزاری کرنے لگے۔

بیچارہ ابنِ سعود بھی سرمایہ دارانہ ماحول کا پرورش یافتہ تھا۔ اسے خود اسلام کا منشا معلوم نہ تھا اس نے چند قبے گرائے مگر خود شاہانہ بسر اوقات کرنے لگا۔ اس بھلے آدمی سے کوئی پوچھے کہ اگر تمہیں خود محلات میں رہنا ہے تو قبوں کو گرانے سے کیا مطلب۔ لیکن اصول کو سمجھ کر فروع کی پیروی کرنے والے دنیا میں خدا کے خاص بندے ہوتے ہیں۔ وہ شاہانہ لباس اور بادشاہی سطوت کو نگاہِ نفرت سے دیکھتے ہیں کیونکہ سرمایہ دارانہ جلوے اسلام کی ضد ہیں۔ غرض نہ قبے گرانے والوں نے نہ اس پر رونے والوں نے اپنے عمل کی حقیقت کو سمجھا۔ ورنہ اگر قبے گرانے تھے تو پہلے اپنے محلات کو مسمار کر کے ہموار کرتا۔ اور شاہانہ تزک و احتشام چھوڑ کر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا اسلوب اور اصول اختیار کرتا۔

حالات متذکرہ کے پیش نظر تو ہم خاموش رہے مگر مولانا محمد علی اور مولانا آزاد کے پیرو کار گروہوں میں خوب چلتی رہی۔ مولانا آزاد کی ہمدردیاں مسلمہ طور سے ابن سعود کے ساتھ تھیں مولانا حسرت موہانی نے خوب سرگرمی دکھائی۔ اور ان کے مقابلے میں طبیعت کے تقاضوں سے مجبور مولانا ظفر علی خان بیچارے ابن سعود کے لیے کراچی میں ذلت اٹھاتے رہے۔ ان سب جھگڑوں اور اختلافات کا آخری نتیجہ پنجاب مجلس خلافت کی مرکز سے علیحدگی ہوا کیونکہ مولانا عبدالقادر قصوری اس وقت جماعت کے لیڈر تھے۔ اور جماعت اہل حدیث میں بھی ان کا خاص درجہ تھا اور مولانا آزاد سے گہرا تعلق بھی۔

میری ذات کا جھگڑا:

غرض ۱۹۳۰ء ختم ہو کر ۱۹۳۱ء کا آغاز ہوا۔ تو ایک طرف ہندوؤں اور مسلمانوں کے اتحاد کی ساری امیدوں پر پانی پھر چکا تھا۔ دوسری طرف مجلس خلافت جو مسلمانوں کی بڑھتی مرادوں اور اٹھتی امنگوں کا مرکز تھی چپ بے جان ہو کر رہ گئی۔ ہم کانگریس اور خلافت دونوں جماعتوں کے عہدیدار تھے۔ اب خلافت مرکز یہ سے علیحدگی کے باعث صرف کانگریس کے رکن رہ گئے جیسا ابتداء میں ذکر ہوا۔ مجلس احرار کے موجودہ گروہ نے باوجود مولانا محمد علی شوکت علی گروپ کی پوری علیحدگی اور مسلم کانفرنس بنانے کے مسلمانوں کی کانگریس کے لیے قربانیوں میں زیادہ فرق نہ آنے دیا۔ میری بدقسمتی کہ مولانا آزاد جب خود گرفتار ہوئے تو اپنی جگہ پر کرنے کے لیے بغیر میرے مشورے کے مجھے نامزد کر گئے۔ باوجود اس کے کہ خرابی صحت کی بنا پر میں جیل نہ جانے کا فیصلہ کر چکا تھا۔ آل انڈیا کانگریس کی ورکنگ کمیٹی کے خلاف قانون اجلاس منعقدہ دہلی میں شامل ہو کر ڈاکٹر انصاری پریزیڈنٹ پٹیل، پنڈت مالویہ اور دوسرے دوستوں کے ساتھ گرفتار ہو کر سزایاب ہوا۔ اس کے بعد گاندھی ارون پیکٹ کی بنا پر سب اسیرانِ سیاسی کی رہائی عمل میں آئی اور کراچی میں کانگرس کا سالانہ اجلاس ہوا۔ مہاتما گاندھی نے مولانا آزاد اور مولانا عبدالقادر قصوری کے مشورے سے ڈاکٹر عالم کو نئی ورکنگ کمیٹی کا ممبر نامزد کر دیا۔ ان کا نام زبان سے نکلتے ہی سارا پنڈال مخالفانہ آوازوں سے گونج اٹھا جو لوگ پنڈال میں موجود تھے۔ میں ان کی دیانت داری پر بات چھوڑتا ہوں کہ وہ شہادت دیں کہ آیا وہ مخالفت کیا کسی پہلے سوچی سمجھی سازش کا نتیجہ تھی؟ میرا یقین ہے کہ ایسا نہ تھا۔ میں دیانت داری سے اعلان کرتا ہوں کہ مجھے ڈاکٹر صاحب کی نامزدگی کا گاندھی جی کے اعلان ہی سے پتہ لگا۔ البتہ مجھ سے یہ بھول ضرور ہوگئی کہ میں مہاتما گاندھی سے وہیں سب کے سامنے یہ کہہ بیٹھا کہ مولانا عبدالقادر قصوری ہی کو نامزد کر دیا جاتا تو بہتر تھا۔ یہ نہیں کہ میں ڈاکٹر صاحب کے پھلنے پھولنے سے خار کھاتا تھا۔ بلکہ دانا دوست کی طرح اس بلندی پر جانے سے ضرور روکنا چاہتا تھا جہاں چڑھ کر گرنے سے اس کی شہرت اور ساتھیوں کی عزت میں فرق آتا ہے سی خوبیوں کے ساتھ ان میں بعض ایسی کمزوریاں ہیں جو نزدیک رہنے والوں کو نظر آتی ہیں۔ ورنہ دور کے ڈھول تو ہر شخص کو سہانے معلوم ہوتے ہیں۔

بس میری اتنی سی کہی کی ڈاکٹر صاحب نے دل میں گرہ باندھ لی۔ مولانا عبدالقادر نے نہ میری سنی نہ گاندھی جی

کی مانی۔ مجھے ملال ہوا کہ ایک دانا نادانی کر رہا ہے اور جان بوجھ کر مکھی نگلنا چاہتا ہے۔ بعض وقت تو بدظنی نے یہاں تک کہا کہ مولانا کو ڈاکٹر صاحب سے بیر لینا مقصود ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ یہ بڑی بلندی سے ایسا گرے کہ گر کر اٹھنا محال ہو جائے۔ سچ پوچھو تو وہ ایسا گرا کہ سیاسیات میں بے ٹھکانے ہو گیا۔ باوجود فطرتی اور سیاسی اختلاف کے مجھے ان سے بے حد محبت ہے۔ نقائص سے کس کی ذات پاک ہے میں جو قلم لے کر محاسبہ کر رہا ہوں کہاں کا فرشتہ ہوں بس اللہ کی ذات پاک ہے یا وہ جن کا دامن خدا خود بچائے۔

یہ چھوٹا سا واقعہ غلط طور سے احرار اور کانگریس کے سیاسی تعلقات میں اہمیت اختیار کر گیا۔ آنے والے واقعات نے اس رائی کو پہاڑ بنا دیا۔ اگرچہ نہرو رپورٹ دریائے راوی کی نذر کر دی گئی تھی۔ تاہم ڈاکٹر انصاری مرحوم برابر اس کو ڈھونڈ نکالنے کے لیے غوطے لگا رہے تھے۔ وہ سکھوں کی کبھی نہ مطمئن ہونے والی قوم کو کچھ مزید حقوق دے کر مطمئن کرنا چاہتے تھے۔ احرار گروپ کے لیے مشکل یہ تھی وہ نہرو رپورٹ مسلمانوں میں مقبول بناتے وقت کافی زخم اٹھا چکا تھا۔ اب اس کی قوت برداشت کسی مزید بوجھ کی متحمل نہ تھی۔ لیکن ڈاکٹر مرحوم نے بطور کانگریس کے صدر اور مسلم نیشنلسٹ پارٹی کے لیڈر فرید پور میں ہنگامی تقریر کی اور سکھوں کو نہرو رپورٹ کی تجویزوں سے زیادہ حقوق دینے کا اعلان کر دیا۔ میں نے محسوس کیا کہ نیک دل ڈاکٹر نیک نیت لیڈر کی طرح کچھ گھر سے دے کر جھگڑا چکانے کی امیدوں میں ہمیں از سر نو کانٹوں میں گھسیٹ کر پھر سانپوں سے کھیلنے کے لیے جا رہا ہے۔ میں نے بھی مدرسے کی مار سے ڈر کر جماعت سے بھاگ جانے والے لڑکے کی طرح استعفاء کا فیصلہ کر لیا۔ ڈاکٹر انصاری صاحب کو لکھ دیا کہ پنجاب کے سودے میں تو رتی کی گنجائش نہیں آپ دھڑیاں تول رہے ہیں۔ جب قوم نے نہرو رپورٹ کو نہ مانا تو مزید حقوق دینے پر اس کو کیسے آمادہ کر سکیں گے اس لیے میں پنجاب کی سیاسی گتھی سلجھانے میں اور گنجائش نہ پا کر مستعفی ہوتا ہوں۔

میری عام عقل تقاضا کرتی تھی کہ جب نہرو رپورٹ ایک لاوارث کی موت مر چکی ہے تو اب مخلوط انتخاب کی قبر پر مجاور بن کر بیٹھا رہنا کہاں کی دانائی ہے۔ ہم نے نہرو رپورٹ کے ذریعے سیاسیات میں پہلی دفعہ مخلوط انتخاب کے تصور کو اپنایا۔ جب ہم ۱۹۲۸ء میں آل انڈیا کانفرنس لکھنو پر چلے تھے تو اس سے چند دن قبل پنجاب خلافت کمیٹی نے علیحدہ انتخاب پر قائم رہنے کا ریزولیوشن خاص طور پر منظور کیا۔ مولانا مظہر علی خود لکھنو نہیں گئے مگر ان کا ذوق ہی معلوم ہوتا تھا کہ علیحدہ انتخاب کے علاوہ کوئی صورت قطعی منظور نہ کی جائے۔

مولانا ظفر علی خان، ڈاکٹر عالم، میاں سراج الدین پراچہ نے لکھنو پہنچ کر جان کی بازی باندھ لی کہ ہم مخلوط انتخاب کے بغیر دم نہ لیں گے۔ مولانا عبدالقادرؒ، غازی عبدالرحمٰنؒ، مولانا حبیب الرحمٰنؒ نے اپنے دل کے دروازے کھلے رکھے کہ رپورٹ پر مزید غور کر کے رائے قائم کی جائے۔

میرا اس رپورٹ کو پڑھ کر ذہن یہ ہوا کہ پنجاب کے ہندو اور سکھ اس رپورٹ کی بنیادوں کو قبول نہ کر سکیں گے اور یہ وقت ہے کہ ہم ہندو اور سکھ کی صداقت کا امتحان کریں۔ جیسا میں نے عرض کیا ہے ہم مرکز میں فیڈریشن کی

انتہائی صورت قبول کر کے صوبوں کو مکمل آزادی دی جانے کے حق میں تھے۔ اور بنابررائے دہندگی بالغاں مخلوط انتخاب کومنظور کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ بظاہر اس میں مسلمانوں کا کوئی نقصان نظر نہ آتا تھا۔ مولانا مظہر علیؒ اور سید عطاء اللہ شاہ صاحبؒ کو بدقت تمام نہرو رپورٹ پر رضامند کرلیا گیا۔ مگر چار سال کے تجربے کے بعد معلوم ہوا کہ پنجاب کے ہندو اور سکھ تو اس رپورٹ کو صبح سمن کا منہ دیکھنے کے برابر اپنے لیے بدفال سمجھتے ہیں۔ ہم اس مردے کو کہاں تک چھاتی سے بندریا کی طرح چمٹائے پھریں؟

میں نے ہندو پریس اور ہندو اور سکھ دوستوں کا عجب ذہن پایا۔ وہ نہرو رپورٹ کو قبول بھی نہ کرتے تھے۔ اور یہ بھی نہ چاہتے تھے کہ مسلمان کانگریسی کارکن مخلوط انتخاب کے خلاف اعلان کریں۔ نہرو رپورٹ کے مردے کو راوی گھاٹ جلانے اور راکھ کو اس کی لہروں میں بہانے کے بعد ہندوؤں کا تو حق تھا کہ وہ کسی شونتی کی طرح نہرو رپورٹ کی چتا میں جل کر راکھ ہو جاتے۔ یا کسی لاجونتی کی طرح عمر بھر اس کی یاد میں رویا کرتے۔ مگر یہ کام انھوں نے مسلمانوں کے سپرد کرنا چاہا۔ مسلمان عدت کے دن پورے کرنے کے بعد بیوہ کو دودن گھر بٹھانا اسلامی منشاء کے خلاف سمجھتے ہیں۔ اور بیوی کی موت کے دس دن بعد ایمان کو بذریعہ شادی قائم رکھنے کے لیے فکرمند ہوتے ہیں۔ ہم نے بھی دوستی کا حق ادا کیا نہرو رپورٹ کے کریا کرم کے بعد تک برابر ماتم کیا۔ اور ہائے مخلوط انتخاب وائے مخلوط انتخاب پکارتے رہے۔ آخر بالوں کی سیاہی سفیدی میں تبدیل ہونے لگی پھر دھیان آیا صبر کرو۔ اور محبت کی خیالی دنیا سے نکل کر عمل کی دنیا میں آؤ۔ عشق کی راہوں میں پڑ کر ناکارہ بیٹھے رہنے سے کیا فائدہ پچھلے تجربے کی روشنی میں عمل کی نئی راہ تلاش کرو۔

پھر علیحدہ انتخاب:

کانگریس کمیٹیوں کے نئے انتخاب شروع ہوئے۔ امرت سر میں غازی عبدالرحمٰن اور ڈاکٹر کچلو ایک مملکت میں دوسرداروں کی طرح حریفانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ ڈاکٹر سیف الدین کچلو ایثار پیشہ اور زبان آور تھا۔ لیکن اس کی سعی وعمل کا دائرہ زیادہ تر ہندو اور سکھ حلقہ تھا۔ وہ مسلمانوں سے نامانوس تھا لیکن آزادی کا دل دادہ ہونے کے باعث مسلمانوں میں نامقبول بھی نہ تھا۔ غازی صاحب کا سارا کام اور نام مسلمانوں میں تھا۔ وہ زبان آور توڑ جوڑ کا آدمی تھا۔ کچلو کو سیاسیات میں تنگ تو کرسکتا تھا لیکن بے دخل کرنے کے ذرائع پر قادر نہ تھا۔ جس ایثار پیشہ شخص کی پشت پر سرمایہ ہو وہ مفلس مخلص کو ناک چنے چبوا سکتا ہے۔ امرت سر کی صدارت کے لیے ان دونوں میں رسہ کشی ہوئی۔ ادھر شہر کی سرمایہ دار ہندو آبادی ڈاکٹر کچلو کی پشتیبان تھی اور غازی صاحب کے ساتھ محض ماجھے گامے تھے۔ سید عطاء اللہ شاہ پولنگ افسر تھے، سرمائے نے زور دکھایا بے زری بے بسی کے دانت نکالے کھڑی تماشہ دیکھتی رہی ہندو ہجوم نے شاہ صاحب کو بھی دھر لیا عجب ہنگامہ ہوا۔ شاہ صاحب تو پہلے ہی مخلوط انتخاب کے متعلق کچھ زیادہ پرجوش نہ تھے۔ انھیں اس واقعہ سے عبرت ہوئی انھوں علیحدہ انتخاب کے لیے ایک ریزولیوشن مرتب کیا غازی صاحب کی اس میں کھلی تائید شامل تھی، میں یہ ریزولیوشن امرت سر سے لے کر لاہور مولانا مظہر علی کے پاس آیا ان کا حال شاہ صاحب کی

طرح تھا کہ مخلوط انتخاب پر پہلے ہی زیادہ خوش نہ تھے۔ مولانا حبیب الرحمٰن صاحب کو گاندھی ارون پیکٹ کے ماتحت بھی گورنمنٹ نے ایک خطرناک شخصیت قرار دے کر رہا کرنے سے انکار کر دیا تھا، ان کی آمد کا کچھ دن اور انتظار کیا گیا۔ نہرو رپورٹ کے کالعدم قرار دیئے جانے کے بعد ہمارے مخلوط انتخاب کو چمٹے رہنے کو نامناسب سمجھ کر علیحدہ انتخاب سے وابستگی کا احرار کانفرنس میں اعلان کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ چنانچہ مولانا حبیب الرحمٰن کی صدارت میں ''حبیبیہ ہال'' لاہور میں ''احرار کانفرنس کی گئی اور کامیاب رہی جن کے لیے صلح کے قدم بڑھائے تھے۔ انھوں ہی نے صلح کا ہاتھ کھینچ لیا۔ اور نہرو رپورٹ پر دستخط کر کے مکرے تو لوٹ کر اپنے گھر واپس آنا ہی دانائی تھا مگر ہندو پریس نے بڑا واویلا مچایا کہ احرار کانگرس کے غدار ہو گئے۔ ہم حیران کہ کس غلط الزام میں دھرے جا رہے ہیں، نہ کوئی سکھوں کو مطعون کرنے والا تھا نہ ہندوؤں سے باز پرس کرنے والا جنھوں نے نہرو رپورٹ سے خود بغاوت کی تھی۔ وہی علیحدہ انتخاب پر ہمیں ملامت کرتے تھے، عجب بے انصاف دنیا ہے کہ جو عمل خود کھلے بندوں کرتی ہے اسی کا طعنہ اوروں کو دیتی ہے۔ خود نہرو رپورٹ کو قبول نہ کیا اور ملک میں فتنہ پیدا کیا۔ ہمارے اعلان پر جو نہرو رپورٹ کو غرقاب کرنے کا قدرتی نتیجہ تھا، آسمان سر پر اٹھالیا۔ یہ کیا انصاف ہے کہ تم مخلوط انتخاب کے کسی فارمولا کو تسلیم نہ کرو اور ہمیں علیحدہ انتخاب پر دھر رگڑو۔ لیکن طاقت کے غرور میں انصاف کی کون پروا کرتا ہے ہندوؤں کا پریس مضبوط تھا کانگریس اپنے عروج پر تھی۔ احرار بیچارے چکی کے دو مضبوط پاٹوں میں بری طرح پسے جا رہے تھے۔

جواہر لال اور احرار:

حالانکہ اس ریزولیوشن کی ترتیب میں میرا کچھ حصہ نہ تھا، مگر ڈاکٹر عالم اور کچھ دوسرے آدمیوں کو ناجائز شُبہ گزرا کہ اس ریزولیوشن کا مجوز میں ہوں۔ اور کانگریسی حلقوں میں پروپیگنڈا کیا گیا کہ احرار پارٹی کا بانی افضل حق ہے۔ اور کانگریس سے بگڑ کر یہ اس لیے بنائی ہے تاکہ ورکنگ کمیٹی کا ممبر نہ لیے جانے کا انتقام لے سکے۔ حالانکہ سب دوست جانتے ہیں کہ میں اپنے حال میں خوش رہنے والا شخص ہوں۔ ۱۲ر برس سے احرار میں ہوں مگر معمولی حیثیت سے کام کرنے پر مطمئن ہوں۔ کبھی عہدے کی آرزو نہیں کی۔ اگر ورکنگ کمیٹی کا ممبر ہونا فخر ہے تو یہ فخر تو نمایاں طور سے مجھے حاصل ہو چکا تھا اور اس تاریخی ورکنگ کمیٹی کا ممبر رہ چکا ہوں جو خلافِ قانون قرار پا کر سزایاب ہوئی تھی اور جس میں کانگریس کے قابل عزت افراد شامل تھے۔ اگر یہی میری آرزو تھی تو اس کی تکمیل بوجہ احسن ہو گئی تھی۔ اب اور کیا چاہیے تھا؟ مگر شبہات پیدا کرنے والی سرگوشیاں فرشتہ لوگوں کو بھی بدظنی پر مائل کر دیتی ہیں۔ چنانچہ کانگریس کے فرقہ وار لیڈروں نے ہماری جماعت کے مقتدر لیڈروں کو بلا کر انہی سرگوشیوں کے زیر اثر کہا کہ ہوشیار! افضل حق بہت بڑی رقم کے عوض سر فضل حسین کے ہاتھ بک گیا ہے۔ خدا خوش رکھے میرے ساتھیوں کو انھوں نے ناراض ہو کر جواب دیا کہ گفتگو یہیں ختم کر دی جائے۔ اس کی سیرت میں ہم ایسی خامی نہیں پاتے۔ مگر بری خبر اور بدظنی پر پرواز پیدا کر کے ہر جگہ پہنچتی ہے۔ پنڈت جواہر لال نے سنی تو میری کہانی میں نام لیے بغیر مجلس احرار کے معرض وجود میں آنے کا سبب ورکنگ کمیٹی کی ممبری کو قرار دیا۔ بعض

دانا بھی کیسی نادانی کی باتیں کرتے ہیں۔ مگر کون سا قلم لاؤں جو جواہر لال جیسے سرمایہ دار سوشلسٹ لیڈر اور مصنف کے نقشِ باطل کے ساتھ حرف غلط کا سا سلوک کر سکے۔ میاں سر فضل حسین ایک ہوشیار سیاست دان تھا، مگر ہم آٹھ برس اکٹھے کونسل میں رہے تھے تاہم سیاسی بلی کتے کا بیر رہا۔ ایک دوسرے کی عزت کرنے کے باوجود سیاسیات میں ہمیشہ بطور مخالف کے کام کیا۔ سر ظفر اللہ کی تقرری کے بعد تو دلوں میں تلخی پیدا ہوگئی۔ غرض میری اور ان کی زندگی میں باہم تعاون کا کبھی موقع نہیں آیا۔ یہ جواب تو ان کانگرسی لیڈروں کے لیے ہے، جنھوں نے میرے عزیز دوستوں کو بلا کر مجھ سے بدظن کرنے کی سعی ناکام کی مگر جواہر لال کے ملفوظات کا سوائے صبر وشکر کے کیا جواب دوں۔ ہاں ہمارے متعلق ان کی رائے دوست و دشمن دونوں کے مطالعہ کے لائق ہے جو درج ذیل ہے اور خاص اہمیت کی چیز ہے:

''کراچی کانگریس کی آخری کارروائیوں میں سے ایک یہ بھی تھی کہ اس نے آئندہ سال کے لیے نئی ورکنگ کمیٹی منتخب کی اس کی کمیٹی کا انتخاب آل انڈیا کانگریس کمیٹی کرتی ہے۔ مگر کچھ عرصے سے یہ طریقہ رائج ہوگیا ہے۔ کہ جو شخص کانگریس کا صدر ہوتا ہے۔ وہ گاندھی جی اور کبھی کبھی بعض اور رفیقوں کے مشورے سے ورکنگ کمیٹی کے ممبروں کے نام تجویز کرتا ہے اور آل انڈیا کانگریس کمیٹی اس تجویز کو منظور کر لیتی ہے۔ کراچی میں جو ورکنگ کمیٹی کا انتخاب کیا گیا اس سے ایک ناخوش گوار نتیجہ پیدا ہوا جس کا ہم لوگوں کو اس وقت خیال بھی نہ تھا۔ آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے بعض ممبروں کو اس انتخاب پر خصوصاً ایک مسلمان کے نام پر اعتراض تھا۔ شاید انھیں یہ شکایت بھی تھی کہ ان کے حلقے میں سے کوئی بھی نہیں لیا گیا ظاہر ہے کہ پندرہ آدمیوں کی آل انڈیا کمیٹی میں ہر گروہ کی نمائندگی ناممکن تھی۔ اور اصل نزاع جس کا ہمیں کچھ علم نہیں تھا محض ذاتی اور مقامی تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اعتراض کرنے والا گروہ رفتہ رفتہ کانگریس سے علیحدہ ہوگیا۔ اور اس نے مجلس احرار کے نام سے اپنی ایک انجمن بنائی پنجاب کے بعض نہایت سرگرم اور ہر دل عزیز مسلمان کانگریسی کارکن اس انجمن میں شریک ہوگئے۔ اور انھوں نے پنجاب کے مسلمانوں کی ایک بہت بڑی جماعت کو اپنی طرف کھینچ لیا۔ یہ لوگ زیادہ تر نچلے اوسط طبقے سے تعلق رکھتے تھے۔ اور ان کا عام مسلمانوں پر بڑا اثر تھا۔ یہ ایک زبردست انجمن بن گئی۔ جو اونچے طبقے کے فرقہ پرست مسلمانوں کی فرسودہ جماعت سے کہیں زیادہ قوت رکھتی تھی۔ اس لیے کہ اس جماعت کی کارروائیاں محض ہوائی تھیں یا یوں کہنا چاہیے کہ دیوان خانوں اور کمیٹی کے کمروں تک محدود تھیں۔ لازمی طور پر احرار کی انجمن رفتہ رفتہ فرقہ پرستی کی طرف مائل ہوگئی۔ مگر چونکہ ان کا تعلق عام مسلمانوں سے تھا۔ اس لیے وہ ایک زندہ جماعت تھی۔ اور بعض مبہم معاشی خیالات بھی رکھتی تھی۔ آگے چل کر دیسی ریاستوں خصوصاً کشمیر کے مسلمانوں کی شورشوں میں جہاں بدقسمتی سے معاشی شکایتیں فرقہ پرستی میں گڈمڈ ہوگئی تھیں احرار نے بہت اہم حصہ لیا۔ احرار پارٹی کے بعض لیڈروں کے کانگریس سے الگ ہو جانے سے پنجاب کی کانگریس کو بہت نقصان پہنچا۔ مگر کراچی میں ہمیں اس کا کوئی اندازہ نہیں تھا۔ ظاہر ہے کہ ان کے الگ ہو جانے کی وجہ صرف وہ ناراضی ہی نہیں تھی جو ورکنگ کمیٹی کے انتخاب سے پیدا ہوئی۔ یہ تو محض علامت تھی جس سے صورت حال کا اظہار ہوگیا۔ اصل اسباب کچھ اور تھے۔''

جہاں تک ورکنگ کمیٹی کی ممبری کا احرار کے معرض وجود میں آنے سے تعلق ہے، یہ تحریر ایک کہہ مکرنی ہے جس

میں پنڈت جواہر لال باوجود سب کچھ کہہ کر نہ کہنے کے دعویدار ہیں۔ الزام دے کر خود دامن بچا جانے والے لوگوں کی برپا کردہ مصیبتوں سے خدا سب کو بچائے۔ میری ذات سے الگ احرار کی صفات کے متعلق پنڈت کا بیان ایک ایسی حقیقت ہے جس کی تہہ کو پہنچنے کے لیے اچھے دل و دماغ کی ضرورت تھی۔ شاید احرار کے بہترین ہمدردوں نے احرار ذہن و مزاج کو اس طرح صاف نہ سمجھا ہو۔ احرار کی ساخت اور ذہنی افتاد کا پورا تجزیہ کرنے سے پہلے ضرورت ہے کہ میں شخصی بحث کو یہ کہہ کر ختم کر دوں کہ اگر میرے اشارے کو سمجھ کر محترمی ڈاکٹر صاحب کے علاوہ اور کسی کو ورکنگ کمیٹی کا ممبر بنا دیا جاتا تو خود کانگریس اور ڈاکٹر صاحب کے لیے بہتر ہوتا۔ لیکن ''نچلے طبقے کے لوگوں'' یعنی بقول پنڈت جواہر لعل احرار کے نیک مشورے کو پائے حقارت سے ٹھکرا دینا اربابِ اقتدار کے بس میں تھا مگر اپنے غلط عمل کے نتائج سے بچ نکلنا مشکل ہو گیا۔ باوجود ڈاکٹر عالم صاحب کی بہت سی خوبیوں کے کانگریس اور ان میں نباہ نہ ہو سکا۔ انھوں نے بہت تھوڑے عرصے میں کانگریس اور گاندھی جی کے لیے تلخ تجربوں کا بہت بڑا سرمایہ فراہم کر دیا۔ ہم میں سے کوئی نہ ان کی ترقی درجات پر خار کھانے والا تھا اور نہ عہدوں کے لیے بے تاب تھا۔ ہم نے بھولے سے گاندھی جی کو ایک نیک مشورہ دیا اس کو قبول نہ کر کے خود ہی کانگریس نے تھوڑے عرصے کے بعد اس کی صحت کی تصدیق کر دی۔ مجلس احرار تو اس واقعہ سے تین سال پہلے بن چکی تھی ہاں یہ سچ ہے کہ کسی آزاد اقدام کا اسے موقع نہ ملا تھا۔

البتہ نہرو رپورٹ کے غرقاب ہونے کے نتیجے کے طور پر جب ہم علیحدہ انتخاب پر واپس چلے گئے، تو ہندو پریس نے جو شورِ قیامت اٹھایا اس نے ہماری پوزیشن کو علیحدہ جماعت کے طور پر نمایاں کر دیا۔ اس شور و شر سے خیر کی صورت پیدا ہوئی ہمیں خود اپنے الگ وجود کا احساس ہو گیا۔ اور ہم اپنے نفع نقصان کو خود سوچنے لگے۔ اپنی منزل معین کر کے ناتواں قافلے کے قافلہ سالار بن گئے۔

(جاری ہے)

مسافرانِ آخرت

لاہور: مجلس احرار اسلام لاہور کے کارکن ڈاکٹر ضیاء الحق قمر کی اہلیہ کے ماموں حاجی عبدالرزاق رحمہ اللہ، انتقال: ۱۱/ اکتوبر

مجلس احرار اسلام لاہور کے کارکن جناب عامر اعوان صاحب کے والد محترم ۵/ اکتوبر کو انتقال کر گئے

بورے والہ: محترم چودھری رؤف احمد کے خالو، طفیل احمد رحمہ اللہ، انتقال: ۱۷/ اکتوبر

فیصل آباد: ہمارے انتہائی کرم فرما اور مخلص ساتھی جناب احمد فاروق (سینئر مینیجر مسعود ٹیکسٹائل ملز) کی والدہ ماجدہ اور پروفیسر سردار علی صاحب کی زوجہ محترمہ، انتقال: ۲۲/ اکتوبر ۲۰۲۰ء

ملتان: مدرسہ معمورہ ملتان کے کارکن حافظ شفیق الرحمٰن کے پھوپھوزاد بھائی، انتقال: یکم اکتوبر

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی مغفرت فرمائیں، درجات بلند فرمائیں اور اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائیں۔ آمین

مفتی تنویر الحسن احرار

اخوت اسلامی کی ایک عمدہ مثال

مجلس احرار اسلام پاکستان کے شعبہ تبلیغ اور کفالت نومسلمین کی کارگزاری

مجلس احرار اسلام کے شعبہ تبلیغ تحفظ ختم نبوت کے تحت دعوتِ اسلام مہم روز افزوں کامیابی کے ساتھ جاری ہے اور الحمدللہ کئی غیر مسلم ہندو، عیسائی، قادیانی اور بہائی، مسلمان ہو چکے ہیں۔ مجلس احرار اسلام پاکستان کا یہ شعبہ مستقل طور پر مسلمان ہو جانے والے نومسلمین و مسلمات کی کفالت اور ضروریات زندگی سمیت قانونی چارہ جوئی کر کے تحفظ فراہم کرتا ہے۔ گزشتہ ایام میں ایسے کئی افراد جنہوں نے قادیانیت کو ترک کر کے دین اسلام کی آغوش عافیت میں پناہ لی جماعت کے اس شعبہ نے ان کی آبرومندانہ کفالت کی ذمہ داری کو سنبھالا۔

ڈسکہ ضلع سیالکوٹ پنجاب کا ایسا شہر ہے جہاں قادیانیت روز اول سے پنجہ گاڑے ہوئے ہے۔ ڈسکہ کے نواحی گاؤں کے رہائشی نوجوان عمیر رضا پیدائشی طور پر قادیانی جماعت سے وابستہ تھے۔ ان کے آباؤاجداد قادیانی ہیں۔ گزشتہ سال ڈسکہ کے کچھ نوجوانوں کے ساتھ عمیر کی گپ شپ ہوئی جو اس کے دوست تھے۔ انہیں معلوم ہوا کہ یہ قادیانی ہے۔ انہوں نے ڈسکہ میں مجلس احرار اسلام کے ذمہ دار بھائی عبداللہ سے رابطہ کیا۔ بھائی عبداللہ نے اس ساری صورتحال سے مجلس احرار اسلام کے ناظم دعوت ارشاد ڈاکٹر محمد آصف (اسپیشلسٹ شعبہ امراض قادیانیہ) کو آگاہ کیا۔ ڈاکٹر صاحب نے عمیر رضا سے ملاقاتوں کا سلسلہ شروع کیا اور ''ہومیو پیتھک'' طریقہ علاج کے مطابق ہلکی ہلکی ڈوز دینا شروع کی۔ اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت اور اس کے فضل سے 7 جون 2020ء کو ''مریض شفایاب ہوا'' عمیر رضا کفر کے اندھیروں سے نکل کر اسلام کے نور سے منور ہو گیا۔

قارئین کرام! عمیر نے زندگی کا ایک نیا سفر شروع کیا اور یہ وہ دور تھا جو چودہ سو سال پہلے اصحاب رسول علیہم الرضوان پہ گزر چکا تھا۔ عمیر کو گھر سے بے گھر کر دیا گیا۔ وہ ماں جس نے عمیر کی پرورش کی اور نازوں سے اسے پالا پوسا آج اس نے یہ جملہ کہہ کر گھر سے دھکے دے دیے کہ ''اب ہمارا تمہارا تعلق ختم''۔ عمیر رضا کفر کے اندھیروں سے کیا نکلا گھر سے نکال دیا گیا۔

جی ہاں میرے مسلمان بھائیو اور بہنو! اس مشکل گھڑی کے بارے آپ اور میں سوچ بھی نہیں سکتے کہ گھر سے نکال دیا جائے، لاوارث چھوڑ دیا جائے، تن پہ موجود کپڑوں کے علاوہ کچھ بھی نہ ہو تو آدمی پر کیا بیتتی ہے۔ مگر ایسا اصحاب محمد صلوات اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ ہوا اور ان کے بعد اسلام قبول کرنیوالے شیر دل مجاہدوں کے ساتھ۔

عمیر بھائی نے ڈاکٹر آصف صاحب سے رابطہ کیا اور حالات کی ستم ظریفی کے بارے بتایا۔ ڈاکٹر محمد آصف نے مرکزی نائب امیر سید محمد کفیل بخاری۔ ناظم اعلیٰ عبداللطیف خالد چیمہ اور میاں محمد اویس صاحبان سے مشاورت کر

کے دفتر احرار لاہور میں ٹھہرانے کا بندوبست کیا۔ احباب متفکر ہو گئے اور اس دوران عمیر کے لیے رشتہ کی تلاش شروع کر دی تا کہ اکیلے نومسلم بھائی تنہائی کی پریشانیوں اور وساوس و خیالات سے آزاد ہو جائے۔ ڈسکہ کی ہی ایک فیملی سے نیک سیرت بہن کا رشتہ میسر آ گیا۔ اب مسائل تھے کہ کسی طرح اس نومسلم بھائی کی شادی کے بعد ان کی رہائش اور پھر ملازمت کا بندوبست ہو جائے۔

رفقاء و قائدین احرار اسلام بہت زیادہ متفکر رہے، ایک دوست نے مکان کا تین ماہ کا کرایہ بشمول ایڈوانس ادا کر دیا۔ کچھ دوستوں نے مل کر دیگر گھریلو ضروریات کا اہتمام کیا۔ بالآخر 18 / اکتوبر 2020 کو مجلس احرار اسلام کے مرکزی نائب امیر سید محمد کفیل بخاری، ڈاکٹر شاہد کاشمیری، میاں محمد اویس، ملک محمد یوسف، قاری محمد یوسف احرار، حافظ ندیم، ڈاکٹر محمد آصف، بھائی سعید، بھائی شاھد، قاری محمد قاسم، ڈاکٹر ضیاء الحق قمر اور راقم الحروف نے انتظامات مکمل کیے اور مسجد ہاجرہ یعقوب چونگی امر سدھو لاہور میں تقریب نکاح منعقد ہوئی۔ جہاں مولانا عتیق الرحمٰن خطیب جامع مسجد ہاجرہ یعقوب نے میزبانی کے فرائض سرانجام دیے اور مہمانوں کی خوب تواضع کی۔ شاہ جی اور راقم نے تقریب نکاح کے شرکاء سے گفتگو کی بعد ازاں رخصتی کے عمل کے بعد دفتر احرار واپسی ہوئی۔

19 / اکتوبر دن 2 بجے میاں محمد اویس (ڈپٹی سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام پاکستان) کی طرف سے نومسلم بھائی عمیر کے ولیمے کا اہتمام کیا گیا جس میں لاہور شہر کے کارکنان و ذمہ دارانِ احرار کو مدعو کیا گیا۔ ماشاء اللہ مبارک تقریب تھی یوں نومسلم بھائی کا ولیمہ بھی ہو گیا اور اخوت اسلامی کی انمول مثال قائم کی گئی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اخوت و ایثار قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

قارئین کرام! اسلام دشمن قوتیں اپنے دامِ تزویر میں جن سادہ لوح مسلمانوں کو پھنساتے ہیں تو سب سے پہلے ان کی کفالت کا بندوبست کرتے ہیں اور ان کی رہائش، ملازمت، رشتہ ناتہ سب انتظامات کرتے ہیں اور اپنے پیشہ ورانہ اخلاق سے متاثر کر کے دین متین سے دور کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں۔ ہم اہل حق کو بالخصوص تحفظ ختم نبوت کے مشن پر کام کرنے والی تنظیموں کو کہ جنہیں اللہ نے ابدی سچائی کی نعمت سے نوازا ہے، اپنے نومسلم بھائیوں کے لیے اس حوالے سے محنت کی ضرورت ہے تا کہ ان کو بنیادی ضروریات کی فکر سے آزاد کر دیا جائے اور وہ معاشرے کے معزز شہری بن کر زندگی بسر کریں۔

الحمد للہ مجلس احرار اسلام سمیت دیگر جماعتیں اس عنوان پر اپنی اپنی بساط کے مطابق کام کر رہی ہیں۔ مجلس احرار اسلام کے اس وقت جاری اور مستقبل کے منصوبے درج ذیل ہیں:

مدارس دینیہ:

مجلس احرار اسلام کے شعبہ تعلیم کے تحت ملک بھر میں مساجد، مکاتب و مدارس کا ایک وسیع نیٹ ورک ہے جس میں طلباء و طالبات کو دینی و عصری تعلیم بالکل مفت دی جاتی ہے اور ان کے تمام تر اخراجات، قیام و طعام اور میڈیکل کا

انتظام کیا جاتا ہے۔

دعوت وتبلیغ:

مجلس احرار اسلام کے مبلغین کی ٹیم ملک بھر میں قادیانیوں سمیت دیگر مسلموں کو دعوت اسلام دینے میں مصروف عمل ہیں۔ کئی قادیانی، بہائی، دہریے اور عیسائی اس وقت بھی زیر تبلیغ ہیں۔ مبلغین کی تنخواہیں، ان کے سفر کے اخراجات پر خطیر رقم خرچ ہوتی ہے۔

کفالت نو مسلمین:

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور مجلس احرار کے مبلغین کی دعوت سے اسلام قبول کرنے والے نو مسلمین کی کفالت کی جاتی ہے ان کی رہائش، ملازمت، شادی بیاہ و دیگر ضروریات کو پورا کیا جاتا ہے۔

نشر و اشاعت:

اس شعبہ کے تحت مستقل جماعت کا لٹریچر، ختم نبوت کے حوالے سے مفید رسائل اور کتب کو شائع کر کے عوام الناس میں تقسیم کیا جاتا ہے تاکہ ہمارے مسلمان بھائی قادیانیت کے فریب سے آگاہ ہوں۔

نقیب ختم نبوت:

مجلس احرار اسلام کا ترجمان ماہنامہ ''نقیب ختم نبوت'' ملتان سے گزشتہ 32 برس سے باقاعدگی کے ساتھ شائع ہو رہا ہے جس کے ذریعے گھر گھر ختم نبوت کا پیغام، مجلس احرار کی سرگرمیاں، قادیانیوں کی وطن عزیز اور اسلام دشمن سرگرمیوں اور سازشوں کے متعلق آگاہی دی جاتی ہے۔

ختم نبوت ویلفیئر ٹرسٹ:

اس کے تحت جماعت کا سب سے بڑا منصوبہ قادیانیوں کے مرکز چناب نگر میں ''مسلم ہسپتال'' کی تعمیر ہے۔ ابتدائی طور پر ڈسپنسری قائم کر دی گئی ہے جس سے مقامی مسلمان مستفید ہو رہے ہیں جبکہ مختلف شہروں میں فری میڈیکل کیمپ وغیرہ بھی لگائے جاتے ہیں۔

شعبہ خدمت خلق:

مجلس احرار اسلام نے ہمیشہ مشکل حالات میں اپنی خدمات پیش کیں، غرباء مساکین کی خدمت کی 2005 کے سیلاب اور زلزلے سے لے کر اب تک جماعت نے اپنی خدمات پیش کیں۔ سال 2020 میں ہونے والے بد ترین لاک ڈاؤن میں ملک بھر میں متاثرین سے تعاون کیا کئی سو خاندانوں میں راشن تقسیم کیا گیا۔ اسی طرح ہر سال عیدالاضحیٰ کے موقع پر قربانی کا گوشت غرباء مساکین اور بالخصوص نو مسلمین میں تقسیم کیا جاتا ہے اور انہیں عید کی خوشیوں میں شامل کیا جاتا ہے۔

ختم نبوت کورسز:

عقیدہ ختم نبوت سے آگاہی اور قادیانیت کے فتنے سے ہوشیار رہنے کے لیے مختلف طبقہ ہائے زندگی کے لوگوں (تاجر، وکلاء، سکول، کالجز، مدارس، مساجد) میں ختم نبوت کورس کے عنوان سے نشستیں منعقد کی جاتی ہیں۔

مفت فہم ختم نبوت خط کتابت کورس:

مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام 2011 میں مرکز احرار جامع مسجد صدیق اکبر تلہ گنگ ضلع چکوال سے اس کورس کا آغاز کیا گیا جس سے اب تک کئی ہزار طلباء وطالبات مستفید ہوئے اور ختم نبوت کے کام میں ہمارے معاون ثابت ہوئے۔ کورس میں داخلہ لینے کے لیے 03005780390, 03004716780 پر اپنا نام، ولدیت اور پتا لکھ کر میسج بھیجیں۔

سوشل میڈیا:

(۱) مجلس احرار اسلام پاکستان کی ایک مستقل ویب سائٹ www.ahrar.org.pk ہے جس پر جماعت کی سرگرمیاں، رسائل وجرائد، نقیبِ ختم نبوت، مضامین اور آڈیو ویڈیو مواد نشر کیا جاتا ہے۔

(۲) یوٹیوب پر جماعت کا مستقل چینل قائم ہے جس پر اکابر احرار اور مبلغین ختم نبوت کے بیانات موجود ہیں

(۳) فیس بک پر مجلس احرار اسلام کے نام سے جماعت کا آفیشل پیج موجود ہے جس پر جماعت کی تمام تر سرگرمیاں، حالات حاضرہ اور قادیانی ریشہ دوانیوں پر تازہ ترین مواد موجود ہوتا ہے۔

چناب نگر میں فوری ضروریات:

ابن امیر شریعت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے عظیم والد سید الاحرار حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی سنت کو زندہ کرتے ہوئے قادیان کی طرح چناب نگر میں 1975 میں ایک قطعہ اراضی خریدا جس پر مسلمانوں کا سب سے پہلا مرکز تعمیر کیا گیا۔ جس کا افتتاح 27 فروری 1976 بروز جمعۃ المبارک کو ابنائے امیر شریعت نے قائد احرار جانشین امیر شریعت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں اپنے جانثار و فدا کار رفقاء کے ساتھ کیا۔ الحمدللہ آج وہاں قائد احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہٗ کی سرپرستی میں مدرسہ ختم نبوت (رجسٹرڈ)، بخاری ماڈل ہائی سکول (رجسٹرڈ)، فری مسلم ڈسپنسری قائم ہے۔ جبکہ مزید منصوبوں کی تکمیل کے لیے وسیع اراضی کی ضرورت ہے جس میں ریسرچ سنٹر، دارالمبلغین، لائبریری، ہاسٹل، مہمان خانہ وغیرہ کی تعمیر جدید تقاضوں کے مطابق کرنے کا ارادہ ہے۔ احباب وقارئین سے درخواست ہے کہ تحفظ ختم نبوت کی اس عظیم جدوجہد میں اپنا حصہ شامل کرنے کے لیے ہمارے دست وبازو بنیں اور دامے درمے سخنے قدمے مجلس احرار اسلام کا تعاون کریں۔

اخبارُالاحرار

مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں

(رپورٹ: حافظ محمد سفیان احرار) اس سال اسلامی سال کے پہلے ماہ محرم الحرام میں صحابہ کرامؓ کی گستاخیوں کی باقاعدہ مہم چلائی گئی جس کی مذمت کے لیے ۵/اکتوبر ۲۰۲۰ء بروز سوموار بعد نماز مغرب جامع مسجد سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ ناگڑیاں میں عظمتِ صحابہ واہل بیتؓ کے عنوان سے سیمینار منعقد کیا گیا۔ سیمینار کا آغاز برادر مکرم حافظ عطاء المحسن احرار کی تلاوت سے ہوا۔ بعدازاں مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان کے مرکزی نائب امیر نواسۂ امیر شریعت خطیب بنی ہاشم وکیل صحابہؓ مولانا حافظ سید محمد کفیل بخاری مدظلہ نے سیمینار سے خصوصی خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اسلام کے نام پر بننے والے ملک میں وہ عظیم ہستیاں جن کے تذکرے سے ہم اپنے دلوں کو روشن کرتے ہیں، صحابہ کرامؓ کی گستاخیاں ہرگز برداشت نہیں کی جائیں گی، صحابہ سب کے سب معیارِ حق ہیں، اگر اس ملک میں جس کو موجودہ حکمران جھوٹی ریاستِ مدینہ کہلاتے ہیں، اسی ریاست میں سیدنا ابوبکر صدیقؓ، سیدنا معاویہ بن ابی سفیانؓ کی گستاخی کی گئی اور آج تک گستاخوں کو گرفتار نہیں کیا گیا، یہ مت سمجھو کہ تم صحابہؓ پر زبان درازی کرو اور یہ صحابہ کے جانثار و فادار خاموش رہیں گے یہ تمہاری بھول ہے۔ صحابہ کرامؓ کے جانشین زندہ ہیں اور اپنا خون پسینہ بہا کر منصب ختم نبوت و ناموسِ صحابہ کرام و ازواجِ مطہرات کا تحفظ کرتے رہیں گے۔ وہ سیدنا صدیق اکبرؓ جو آج بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آرام فرما ہیں، وہ ابوبکر صدیقؓ جو سفر میں حضر میں غار میں مزار میں حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دشمن کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بن کر کھڑے رہے ان پاک ہستیوں پر تبرا کیا جائے یہ ناقابل برداشت عمل ہے۔ ہم اس اجتماع کی وساطت سے یہ مطالبہ کرتے کہ حکومت وقت صحابہ کرامؓ کے گستاخوں کو گرفتار کر کے قرار واقع سزا دے۔

☆......☆......☆......☆

مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی ڈپٹی سیکرٹری جنرل نبیرہ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ ثالث بخاری ۱۲/اکتوبر بروز سوموار مرکز احرار مدرسہ محمودیہ معمورہ ناگڑیاں پہنچے۔ دن بھر کارکنانِ احرار سے خوب محفل رہی، رات قیام ناگڑیاں ہی میں کیا۔ ۱۳/اکتوبر بعد نماز فجر جامع مسجد سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ ناگڑیاں میں درس قرآن دیا۔ شاہ صاحب نے پیش آنے والے واقعات کے پیش نظر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ صحابہ کرامؓ کی جماعت انتخابِ الٰہی ہے، اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایسے یاروں کو چنا جن کی مثالیں لوگ تاقیامت دیتے رہیں گے۔ وہ صحابہ کرامؓ ہی ہیں جن کی بخشش و مغفرت کا اعلان اللہ نے قرآن میں واضح الفاظ میں بیان فرما دیا ہے، اللہ نے صحابہ کرامؓ کے ایمان کو معیار بنایا ہے نہ کہ ہمارے ایمان کو۔ سید عطاء اللہ شاہ ثالث بخاری نے کہا کہ شہید ناموس صحابہ واہل بیتؓ ڈاکٹر عادل خانؒ کی شہادت نے واضح کر دیا کہ سنت عثمانی و سنت حسینی تا قیامِ قیامت جاری رہے گی۔ صحابہ کرامؓ کے گستاخوں

اور علماء کے قاتلوں کی گرفتاری کے لیے ادارے اپنا بھرپور کردار ادا کریں اور مجرموں کے سیاہ چہرے عوام الناس کے سامنے لائے جائیں۔ سید عطاء اللہ ثالث بخاری نے کہا کہ ہم اپنے بزرگوں کی روایت کو زندہ رکھتے ہوئے مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ، مولانا سید عطاء المؤمن بخاریؒ، پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ کی طرح ناگڑیاں آتے رہیں گے اور اپنی استطاعت کے مطابق اس مسجد میں وعظ و نصیحت کرتے رہیں گے اور ہم اس کو اپنا فرض سمجھتے ہیں۔

☆......☆......☆

مجلس احرار اسلام ضلع گجرات کے کارکنان کا اجلاس قاری احسان اللہ، بھائی کاظم اشرف کی محنت سے 11 اکتوبر بروز اتوار، ضلعی امیر محترم قاری محمد ضیاء اللہ ہاشمی کی زیرِ صدارت منعقد ہوا۔ جس میں داعیٔ اسلام ڈاکٹر محمد آصف صاحب نے بطور مہمانِ خصوصی کے شرکت کی۔ انہوں نے اجلاس کے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت ہمارے ایمان کی اساس ہے۔ قادیانیوں کو حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے یعنی پیار و محبت اور پورے اخلاص و کوشش کے ساتھ دعوت دی جائے تو اللہ ہماری محنت کو رائیگاں نہیں جانے دیں گے۔ مجلس احرار اسلام کا یہی نظریہ ہے اور ہم اسی پر کاربند رہنا چاہتے ہیں۔ اجلاس میں چودھری ارشد مہدی، چوھدری شہریار، چودھری جاوید سماں، پروفیسر محمود احمد، مولانا احسان اللہ، بھائی کاظم اشرف احرار، مولانا عمر فاروق، مولانا صابر، مولانا قاسم سمیت ضلع بھر کے کارکنوں نے بھرپور شرکت کی۔ بعد ازاں ڈاکٹر محمد آصف نے چھوکر خورد کے قادیانی نمبردار غلام رسول سے دعوتی ملاقات کی۔

☆......☆......☆

مجلس احرار اسلام ناگڑیاں و مختلف علاقائی یونٹس کے ذمہ داران کا مشاورتی اجلاس 12، 11 ربیع الاول کو ہونے والی 43ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کے انتظامات کے سلسلہ میں 18 اکتوبر بروز اتوار کو ضلعی امیر و ناظمِ اجتماع قاری محمد ضیاء اللہ ہاشمی کی زیرِ صدارت منعقد ہوا۔ جناب قاری ضیاء اللہ ہاشمی مدظلہ نے اپنے صدارتی بیان میں کہا کہ اگر ہم نے ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم، ناموس صحابہ واہل بیتؓ کے تحفظ کو اپنی زندگی کا مقصد نہ سمجھا تو ہماری زندگی بے کار بسر ہو رہی ہے۔ ہماری زندگی کا اوڑھنا بچھونا اللہ کی عبادت اور حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہو۔ یہی ہمارا طرۂ امتیاز ہے۔ انہوں نے کہا کہ گزشتہ 42 برس کی طرح ان شاء اللہ چناب نگر میں ہونے والی عظیم الشان ختم نبوت کانفرس پوری آب و تاب کے ساتھ اس برس بھی منعقد ہوگی۔ جس کی سرپرستی ابن امیر شریعت حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن شاہ بخاری مدظلہ فرمائیں گے۔ پیرانہ سالی ضعف و علالت کے باوجود وہ ان شاء اللہ کانفرنس میں شرکت بھی کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ ہم کانفرنس کے لیے لوگوں کو انفرادی و اجتماعی دعوت دے کر اس میں شریک کریں، اور خیر کا یہ سلسلہ جاری و ساری رہے۔

اجلاس میں قاری شریف الدین، حاجی عبدالحق، سید عبدالرؤف شاہ، ڈاکٹر عارف، ڈاکٹر وسیم، بھائی محمد افضل، حافظ نذیر احراری، بھائی شکیل احمد، فوجی ضیاء اللہ، بھائی عبدالرحمٰن، بھائی عاطف اعجاز، مولانا احسان اللہ، بھائی کاظم اشرف احرار، حافظ وسیم اللہ و دیگر احرار کارکنوں نے شرکت کی۔

اجتماعات احرار بسلسلہ دعوت 43ویں سالانہ احرار ختم نبوت کانفرنس چناب نگر

(رپورٹ: فرحان حقانی) **مجلس** احرار اسلام پاکستان کے زیر اہتمام ۱۱، ۱۲ ربیع الاول جامع مسجد احرار چناب نگر ضلع چنیوٹ میں آل پاکستان احرار ختم نبوت کانفرنس گزشتہ ۴۲ برس سے منعقد ہو رہی ہے۔ جس میں مختلف نشستوں میں علماء کرام، خطباء احرار اظہار خیال فرماتے ہیں جبکہ معروف و مشہور نعت خواں اپنے کلام سے اور قراء کرام تلاوت کلام مجید سے سامعین کے ایمانوں کو جلا بخشتے ہیں۔ اس اجتماع کی شان ''جلوس دعوت اسلام'' ہے جو کہ ۱۲ ربیع الاول کو نکالا جاتا ہے اور اس میں قادیانیوں کو دعوت اسلام دی جاتی ہے۔ اس کانفرنس کی تیاری اور دعوت کے سلسلہ میں مجلس احرار اسلام ملتان کے مختلف یونٹس اور دیگر مقامات پر دعوتی دروس قرآن مجید اور خطبات جمعۃ المبارک کا اہتمام کیا گیا۔ ۲/اکتوبر جامع مسجد عمر فاروق، خونی برج میں مجلس احرار اسلام پاکستان کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل مولانا سید عطاء اللہ ثالث بخاری، جامع مسجد رحمت للعالمین، سمیجہ آباد میں مجلس احرار اسلام ملتان کے امیر مولانا محمد اکمل، جامع مسجد نور الاسلام، سورج میانی میں مولانا اللہ بخش احرار، جامع مسجد سیدنا امیر معاویہ محلّہ عثمان آباد میں مفتی محمد قاسم احرار، جامع مسجد سیدنا امیر حمزہ، کالرو بستی میں قاری محمد ابوبکر احرار نے خطبات جمعۃ المبارک کے اجتماعات سے خطاب کیا۔ ۹/اکتوبر جامع مسجد ختم نبوت، دار بنی ہاشم میں مولانا سید محمد کفیل بخاری، جامع مسجد سیدنا امیر معاویہ محلّہ عثمان آباد میں مولانا سید عطاء اللہ ثالث بخاری، جامع مسجد قباء، موضع ہمروٹ میں مولانا محمد اکمل، جامع مسجد نور الاسلام، سورج میانی میں مولانا اللہ بخش احرار، جامع مسجد الخلیل نیو لطیف آباد میں مولانا عبدالقیوم، نیک محمد مسجد نیو لطیف آباد میں مفتی محمد قاسم احرار، جامع مسجد سیدنا امیر حمزہ لودھی کالونی میں قاری محمد ابوبکر احرار، جامع مسجد باب رحمت اللہ شافی چوک میں قاری محمد طیب رشید، جامع مسجد طوبیٰ ۷ اکسی میں مولانا وقار احمد قریشی نے اجتماعات جمعہ سے خطاب کیا۔ ۱۶/اکتوبر جامع مسجد سیدنا امیر معاویہ محلّہ عثمان آباد میں مولانا سید محمد کفیل بخاری، جامع مسجد عائشہ وہاڑی روڈ میں مولانا اخلاق احمد، جامع مسجد مکی نواب پور روڈ میں مولانا وقار احمد قریشی، جامع مسجد ابوبکر صدیق، شالیمار کالونی میں قاری محمد ابوبکر احرار نے جمعۃ المبارک کے اجتماعات سے خطاب کیا۔ ۲۳/اکتوبر جامع مسجد کرنالوی قاسم بیلہ میں مولانا محمد اکمل، جامع مسجد رحمانیہ محلّہ طارق آباد میں مولانا اللہ بخش احرار، جامع مسجد عزیز الرحیم، شاداب کالونی قاری محمد ابوبکر احرار، بخاری مسجد خونی برج میں مفتی محمد قاسم احرار، مسجد درسگاہ والی بستی لنگڑیال میں مولانا عبدالباسط، جامع مسجد مکی، بستی نواں شہر میں مولانا وقار احمد قریشی نے جمعہ کے اجتماعات سے خطاب کیا اور تمام شرکاء اجتماع کو کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی۔ ۱۲/اکتوبر جامع مسجد ابراہیمیہ قاسم بیلہ میں مفتی سید صبیح الحسن ہمدانی، ۱۴/اکتوبر بعد از مغرب، جامع مسجد مدنی ٹمبر مارکیٹ، بعد نماز عشاء، فردوس مسجد نزد ۲۲ نمبر چونگی میں مولانا محمد اکمل، ۱۷/اکتوبر بعد نماز مغرب جامع مسجد مکی سمیجہ آباد میں مولانا سید عطاء اللہ ثالث بخاری، ۲۳/اکتوبر بعد نماز مغرب، جامع مسجد عمر فاروق نزد سیوڑہ چوک میں مولانا محمد اکمل نے دروس قرآن مجید ارشاد فرمائے۔ ۱۶/اکتوبر مرکز

احرار، جامع مسجد سیدنا امیر معاویہ محلّہ عثمان آباد میں مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی نائب امیر، نواسہ امیر شریعت مولانا سید محمد کفیل بخاری نے جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت، ناموس رسالت کا تحفظ اور دفاع صحابہ واہل بیت ہر مسلمان کی ذمہ داری اور دینی فریضہ ہے۔ تمام مسلمانوں کو اسلام اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے جذبہ صدیقی سے سرشار ہوکر میدان عمل میں نکلنا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ منکرین ختم نبوت لاہوری و قادیانی مرزائی ایک سازش کے تحت ۱۹۷۴ء کے فیصلے کو ختم کرا کر خود کو پھر سے مسلمان تسلیم کرانا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ وطن عزیز پاکستان اسلام اور کلمے کی بنیاد پر وجود میں آیا تھا، مجلس احرار اسلام اس کی نظریاتی و جغرافیائی سرحدات کی حفاظت کو ایمان کا حصہ سمجھتی ہے۔ بعد از نماز جمعہ مجلس احرار اسلام پاکستان کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل، نبیرہ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ ثالث بخاری نے احرار ورکرز کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تخریب کاری کرنیوالوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ قوم اور حکمرانوں کو اس بات سے آگاہ رہنا چاہیے کہ قادیانی اسلام، مسلمان اور پاکستان کے لیے یہود و ہنود سے بھی زیادہ خطرناک ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان سمیت دیگر کئی ممالک میں عدالتوں نے قادیانیت کے کفر پر مہر ثبت کر دی ہے، اسرائیل اور مرزائیل دونوں کو اپنے مذموم مقاصد میں کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی صرف ختم نبوت ہی کے منکر نہیں بلکہ صحابہ کرام و اہل بیت اطہار کے بھی گستاخ ہیں اس فتنہ سے امت مسلمہ کو بچانا ہم سب کی ذمہ داری ہے۔

احرار رہنماؤں نے کہا کہ عظمت صحابہ واہل بیت اطہار کی حالیہ تحریک کو قتل و غارت گری کے واقعات کے ذریعے روکا نہیں جاسکتا، انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ ڈاکٹر محمد عادل خان شہید کے قاتلوں کو فوری گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دی جائے اور جن عناصر نے صحابہ کرام کی شان میں بدترین گستاخی کی ہے انہیں فی الفور گرفتار کر کے عبرت ناک سزا دی جائے تاکہ آئندہ جماعت صحابہ سمیت امت کے مقدسات کی توہین و تکفیر اور ان پر تبرابازی نہ کی جاسکے۔ اس موقع پر مجلس احرار اسلام ملتان کے امیر مولانا محمد اکمل سمیت کثیر تعداد میں احرار کارکنان نے شرکت کی۔

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

سکول و کالجز و دینی مدارس کے طلباء و طالبات نیز تمام خواتین و حضرات کیلئے

زیر سرپرستی
ابن امیر شریعت
پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری

فہم ختم نبوت

خط کتابت کورس

مفت

داخلہ جاری ہے

خط بھیجیں یا SMS کریں

خط و کتابت کے ذریعے گھر بیٹھے عقیدہ ختم نبوت سے مکمل آگاہی اور منکرین ختم نبوت کے عقائد و نظریات سے واقفیت حاصل کریں۔ داخلہ کیلئے سادہ کاغذ پر اپنا نام، ولدیت، تعلیم و پیشہ، فون نمبر اور ڈاک کا مکمل پتہ لکھ کر ارسال کریں۔ کورس مکمل کرنے پر ایک خوبصورت سند دی جائے گی۔ (ان شاء اللہ)

رابطہ نمبرز
0300-5780390
0300-4716780
0301-5935658

دفتر مجلس احرار اسلام
جامع مسجد سیدنا ابوبکر صدیقؓ محلہ صدیق اکبرؓ تلہ گنگ (غرب) چکوال

سگھر پرنٹنگ پریس
0306-5258871
0543-695121

آیئے! اللہ تعالیٰ سے دعا کے ساتھ سود اور سودی قرض کے خلاف جنگ کا آغاز کریں!

ادائیگی قرض کی دعائیں

۱) ...... حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک غلام نے عرض کیا میں اپنے آقا کو رقم ادا کر کے جلدی آزادی چاہتا ہوں۔ آپ میری مدد فرمائیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میں تجھے دو کلمے سکھلا دوں جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھلائے تھے۔ اگر تجھ پر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہوگا اللہ تعالیٰ ادا کر دے گا۔ وہ کلمات یہ ہیں:

اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ۔

"الٰہی! حاجتیں پوری کر میری حلال روزی سے اور بچا حرام سے اور بے پروا کر دے مجھ کو اپنے فضل کے ساتھ اپنے ماسوا سے۔" (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

۲)...... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مقروض ہو گیا تھا۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں وہ کلام سکھلا دیتا ہوں کہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ تیرا غم دور اور قرض ادا کر دے گا، صبح و شام یہ دعا پڑھا کرو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ۔

"اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں فکر و غم سے اور آپ کی پناہ چاہتا ہوں ناتوانی اور سستی سے اور بچاؤ چاہتا ہوں آپکے ساتھ بخل اور بزدلی سے اور پناہ میں آتا ہوں آپ کی قرض کے غلبے اور لوگوں کے سخت دباؤ سے۔" (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

مرتبہ مولانا **محمد امین** مرحوم معلم اسلامیات، فیصل آباد

دعاؤں کے طالب

CARE
PHARMACY
کیئر
فارمیسی
Trusted Medicine Super Stores
24 گھنٹے سروس
اصلی اور معیاری ادویات کے مراکز
Head Office: Canal View, Lahore
الحمدللہ!
فیصل آباد میں 13 برانچز کے بعد اب 11 شہروں جڑانوالہ، ننکانہ صاحب، شاہکوٹ، کھرڑیانوالہ، سانگلہ ہل، چک جھمرہ، چنیوٹ، جھنگ، گوجرہ، سمندری، تاندلیانوالہ
آپ کی خدمت کے لیے 24 گھنٹے سروس